

آیات الاحکام کی روشنی میں جدید فوجداری قانون: معاصر جرائم، سزائیں اور انسدادی اقدامات کا اسلامی فقہ کے تناظر میں جائزہ

Modern Criminal Law and Ayat al-Ahkam: A Jurisprudential Review of Contemporary Crimes, Punishments, and Prevention

1. Muhammad Ibrar

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Bahria University, Islamabad, Pakistan.

2. Dr. Rahimullah

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Bahria University, Islamabad, Pakistan.

Abstract

This research paper, titled “Modern Criminal Law in the Light of Āyāt al-Aḥkām: An Islamic Jurisprudential Analysis of Contemporary Crimes, Punishments, and Preventive Measures,” presents a detailed study of the relationship between Islamic criminal law and modern forms of crime. Drawing upon the Holy Qur’an, Prophetic traditions (Aḥādīth), classical and contemporary Qur’anic exegesis, juristic sources, and modern scholarly discussions, the study examines the guidance provided by Islamic law regarding complex contemporary crimes such as cybercrime, financial corruption, terrorism, drug trafficking, online harassment, human trafficking, and white-collar crime. The paper explains the fundamental principles of Islamic criminal law, including ḥudūd (prescribed punishments), qisās (retaliation), diyah (blood money), and ta’zīrāt (discretionary punishments), while also highlighting the concepts of Maqāṣid al-Sharī‘ah (objectives of Islamic law), justice, human dignity, economic fairness, and social reform. The study concludes that Islamic criminal law is not merely a system of punishments; rather, it constitutes a comprehensive moral, spiritual, and social framework whose primary objectives are crime prevention, the protection of human rights, the establishment of social peace, and the reformation of individuals. Furthermore, the presence of ijtihād (independent legal reasoning) and the flexible principles of ta’zīr provide Islamic law with the capacity to address contemporary legal and social challenges effectively. The research also emphasizes that integrating the Islamic principles of justice, ethics, and the objectives of Sharī‘ah with modern legal systems can contribute to the development of a more effective, balanced, and humane criminal justice system.

Keywords: Āyāt al-Aḥkām, Islamic Criminal Law, Contemporary Crimes, Maqāṣid al-Sharī‘ah, Ta’zīr System.

(1) تمہید

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی انفرادی، اجتماعی، اخلاقی اور قانونی زندگی کے تمام پہلوؤں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسلامی شریعت میں فوجداری قانون (Criminal Law) کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ انسانی جان، مال، عزت، عقل اور دین کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ نے جرائم کی روک تھام، سزائے عدل و انصاف کے قیام کے لیے واضح ہدایات فراہم کی ہیں۔ عصر حاضر میں جب جرائم کی نوعیت تبدیل ہو چکی ہے اور سائبر کرائم، مالیاتی دھوکہ دہی، دہشت گردی اور منظم جرائم جیسے نئے چیلنجز سامنے آ چکے ہیں، تو اسلامی فوجداری قانون کی تطبیق اور اس کی عصری معنویت مزید اہم ہو گئی ہے۔ آیات الاحکام کی روشنی میں جدید فوجداری نظام کا جائزہ اس امر کو واضح کرتا ہے کہ اسلامی قانون نہ صرف ابدی اصول رکھتا ہے بلکہ ہر دور کے مسائل کا حل بھی فراہم کرتا ہے۔ محقق کے نزدیک اسلامی فوجداری قانون محض سزائوں کا نظام نہیں بلکہ ایک جامع سماجی، اخلاقی اور اصلاحی ضابطہ ہے جس کا بنیادی مقصد معاشرے میں امن، عدل اور انسانی وقار کا تحفظ ہے۔ جدید جرائم کی پیچیدگیوں کے باوجود قرآن و سنت کے اصول آج بھی قابل اطلاق اور مؤثر ہیں۔

1.1 اسلام میں فوجداری قانون کا مفہوم

اسلامی فوجداری قانون سے مراد وہ قانونی اصول اور احکام ہیں جو قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کی بنیاد پر جرائم کی تعیین، ان کی سزائوں اور معاشرتی امن کے تحفظ کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ اسلامی فقہ میں فوجداری قانون کو عموماً تین بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1. حدود

2. قصاص و دیت

3. تعزیرات

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَعَلَّكُمْ تُتَّقُونَ**¹ اور اے عقل والو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم پر ہیز گار بن جاؤ۔

امام قرطبی لکھتے ہیں: أي أن في شرع القصاص ردعاً عن القتل، فكان سبباً لإحياء النفوس² یعنی قصاص کے قانون میں قتل سے روکنے کا پہلو موجود ہے، اس لیے یہ انسانی جانوں کے تحفظ کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا يَجُازُ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِخْدَى ثَلَاثٍ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں مگر تین صورتوں میں، اسلامی فوجداری قانون کی بنیاد انتقام نہیں بلکہ عدل، تحفظ انسانیت اور اصلاح معاشرہ ہے۔ موجودہ دور کے قوانین میں جہاں صرف قانونی پہلو غالب ہے، وہاں اسلامی نظام اخلاقی اور روحانی تربیت کو بھی شامل کرتا ہے۔

1.2 آیات الاحکام کی تعریف

آیات الاحکام سے مراد قرآن مجید کی وہ آیات ہیں جن سے فقہی اور قانونی احکام اخذ کیے جاتے ہیں۔ ان آیات میں عبادات، معاملات، معاشرت، سیاست، حدود، قصاص، نکاح، طلاق اور دیگر قانونی مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ امام زرکشی فرماتے ہیں: آیات الأحكام هي الآيات المتضمنة للأحكام الشرعية العملية⁴ آیات الاحکام وہ آیات ہیں جو عملی شرعی احکام پر مشتمل ہوں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ⁵

اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی جو ہر چیز کو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: أي من الحلال والحرام والأحكام⁶ یعنی قرآن حلال و حرام اور احکام شریعت کی وضاحت کرنے والا ہے۔ آیات الاحکام اسلامی قانون سازی کی بنیادی اساس ہیں۔ جدید قانونی مسائل کے حل کے لیے انہی آیات کی فقہی تعبیر اور اجتہادی تطبیق ناگزیر ہے۔

1.3 جدید دور میں اسلامی فوجداری قانون کی اہمیت

عصر حاضر میں جرائم کی نوعیت انتہائی پیچیدہ ہو چکی ہے۔ سائبر کرائم، منی لانڈرنگ، انسانی اسمگلنگ، ڈیجیٹل فراڈ، دہشت گردی اور منشیات کی تجارت جیسے جرائم عالمی سطح پر معاشروں کے لیے خطرہ بن چکے ہیں۔ اسلامی فوجداری قانون اپنی جامعیت، اخلاقی بنیادوں اور انسدادی اقدامات کی وجہ سے آج بھی مؤثر نظام پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ⁷ بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔ اسلامی قانون میں جرم کے اسباب ختم کرنے، غربت کے خاتمے، اخلاقی تربیت، اور فوری انصاف کی فراہمی پر زور دیا گیا ہے، جو جدید قانونی نظام میں اکثر نظر انداز ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

الشرعية الإسلامية تمتاز بالشمول والمرونة والقدرة على مواكبة المستجدات⁸

اسلامی شریعت جامعیت، لچک اور نئے مسائل سے ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

تحقق کے نزدیک موجودہ عالمی فوجداری نظام میں اخلاقی بحران نمایاں ہے، جبکہ اسلامی قانون جرم کے اسباب اور انسانی اصلاح دونوں پر توجہ دیتا ہے۔ یہی پہلو اسے جدید دور میں زیادہ مؤثر اور پائیدار بناتا ہے۔

1.4 تحقیق کے مقاصد

اس تحقیق کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

1. آیات الاحکام کی روشنی میں اسلامی فوجداری قانون کے بنیادی اصول واضح کرنا۔
2. جدید جرائم کی اقسام اور ان کے شرعی احکام کا جائزہ لینا۔
3. قرآن و سنت کی روشنی میں سزائوں کی حکمت اور مقاصد بیان کرنا۔
4. معاصر قانونی نظام اور اسلامی قانون کا تقابلی مطالعہ کرنا۔
5. اسلامی فقہ کی روشنی میں انسدادی و اصلاحی اقدامات کی نشاندہی کرنا۔
6. جدید ریاستی قانون سازی میں اسلامی اصولوں کی افادیت کو واضح کرنا۔

² القرطبي، محمد بن احمد، الجامع لأحكام القرآن، ج 2، دار الكتب المصرية، القاهرة، 1964ء، ص 245۔

³ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول الله تعالى: أن النفس بالنفس، حدیث: 6878، دار طوق النجاة، 1422ھ، ج 9، ص 5۔

⁴ الزركشي، بدر الدين، البحر المحیط فی أصول الفقه، ج 6، دار الکتبی، 1994ء، ص 11۔

⁵ النحل: 89

⁶ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج 4، دار طیبہ، ریاض، 1999ء، ص 594۔

⁷ النحل: 90

⁸ الزحیلی، وجہ، الفقه الإسلامي وأدبہ، ج 1، دار الفکر، دمشق، 1985ء، ص 74۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ⁹ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کو دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔ محقق کے نزدیک یہ تحقیق اس امر کو اجاگر کرتی ہے کہ اسلامی فوجداری قانون محض تاریخی یا روایتی نظام نہیں بلکہ جدید قانونی اور سماجی چیلنجز کے حل کے لیے ایک مؤثر اور قابل عمل ضابطہ ہے۔

2) اسلامی فوجداری قانون کے بنیادی اصول

اسلامی فوجداری قانون ایک ایسا جامع، متوازن اور الہی نظام ہے جس کی بنیاد انسانی فطرت، عدل اجتماعی اور اخلاقی تطہیر پر قائم ہے۔ یہ نظام محض جرائم کی سزاؤں تک محدود نہیں بلکہ انسانی زندگی کے تحفظ، معاشرتی امن کے قیام اور فساد کے خاتمے کو اپنا بنیادی مقصد قرار دیتا ہے۔ اسلامی قانون میں جرم کو صرف قانونی خلاف ورزی نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے اخلاقی اور روحانی بگاڑ کا مظہر بھی تصور کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے فوجداری قانون کو عقیدہ، اخلاق، تربیت اور عدل کے ساتھ مربوط کیا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں وضع کردہ یہ نظام ہر دور کے انسانی مسائل کے حل کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسلامی فوجداری قانون کے اصول انسانی مساوات، انصاف، ذمہ داری، احتساب، شہادت، جرم کی نوعیت اور سزا کی حکمت جیسے بنیادی تصورات پر مشتمل ہیں۔ اسلام میں سزا کا مقصد انتقام نہیں بلکہ اصلاح، عبرت اور معاشرتی توازن کا قیام ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ¹⁰ بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

اسلامی فوجداری نظام کی یہی خصوصیت اسے دیگر قانونی نظاموں سے ممتاز کرتی ہے کہ اس میں جرم کے اسباب کے خاتمے، معاشی عدل، اخلاقی اصلاح اور انسانی وقار کے تحفظ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ جدید دنیا میں جہاں فوجداری قوانین اکثر سیاسی، معاشی یا سماجی دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں، وہاں اسلامی قانون اپنی آفاقیت اور عدل پر مبنی اصولوں کی وجہ سے ایک متوازن اور قابل عمل نظام کے طور پر سامنے آتا ہے۔ محقق کے نزدیک اسلامی فوجداری قانون کی اصل قوت اس کی اخلاقی اور روحانی بنیادیں ہیں۔ جدید قانونی نظام جرائم کے ظاہری پہلوؤں تک محدود رہتے ہیں جبکہ اسلامی نظام جرم کے داخلی اسباب، معاشرتی خرابیوں اور انسانی اصلاح پر بھی توجہ دیتا ہے، یہی اس کی پائیداری اور جامعیت کا بنیادی راز ہے۔

2.1 اسلامی فوجداری قانون کے مصادر

اسلامی فوجداری قانون کے مصادر سے مراد وہ بنیادی مراجع ہیں جن سے شرعی احکام اخذ کیے جاتے ہیں۔ اسلامی فقہ میں قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کو اولین اور بنیادی مصادر کی حیثیت حاصل ہے، جبکہ اجماع اور قیاس کو ثانوی مگر معتبر ذرائع شمار کیا جاتا ہے۔ فقہاء اسلام نے انہی اصولی منابع کی روشنی میں جرائم، حدود، قصاص، دیت اور تعزیرات سے متعلق قوانین مرتب کیے۔ قرآن مجید نے بنیادی اصول فراہم کیے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال، افعال اور فیصلوں کے ذریعے ان اصولوں کی عملی وضاحت فرمائی۔ بعد ازاں صحابہ کرامؓ، تابعین اور ائمہ فقہ نے نئے مسائل کے حل کے لیے اجتہاد اور قیاس سے استفادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ¹¹

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحبان امر کی بھی۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی قانون سازی کی بنیاد وحی الہی ہے۔ امام شاطبی نے مقاصد شریعت کی توضیح کرتے ہوئے بیان کیا کہ شریعت کے تمام احکام انسانی مصلحت اور فساد کے خاتمے کے لیے نازل کیے گئے ہیں۔ امام شاطبی لکھتے ہیں: إن الشريعة إنما وضعت لمصالح العباد في العاجل والآجل¹² بے شک شریعت انسانوں کی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے وضع کی گئی ہے۔ امام سرخسی نے فوجداری قانون کے مصادر پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا: الأصل في الحدود والقصاص الكتاب والسنة والایجام¹³ حدود اور قصاص کے بنیادی مآخذ قرآن، سنت اور اجماع ہیں۔ اسلامی فوجداری قانون کے مصادر کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ محض انسانی عقل یا سیاسی ضرورتوں پر مبنی نہیں بلکہ وحی الہی سے مربوط ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی قانون میں عدل، توازن اور استحکام پایا جاتا ہے اور یہ ہر دور کے نئے مسائل کا اجتہادی حل فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

⁹ النساء: 58

¹⁰ النحل: 90

¹¹ النساء: 59

¹² الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، المصنفات، ج 2، دار المعرفۃ، بیروت، 1997ء، ص 8۔

¹³ السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، ج 9، دار المعرفۃ، بیروت، 1993ء، ص 36۔

2.2 قرآن مجید بطور بنیادی ماخذ قانون

قرآن مجید اسلامی قانون کا سب سے پہلا اور بنیادی ماخذ ہے۔ فوجداری احکام کے سلسلے میں قرآن نے قتل، چوری، زنا، تہف، فساد فی الارض اور دیگر جرائم سے متعلق واضح ہدایات فراہم کی ہیں۔ قرآن نہ صرف جرائم کی تعیین کرتا ہے بلکہ سزا کے مقاصد، عدل کے اصول اور انسانی حقوق کے تحفظ کو بھی واضح کرتا ہے۔ اسلامی فوجداری قانون کی اصل روح قرآن ہی سے اخذ کی گئی ہے اور فقہاء اسلام نے اسی کی روشنی میں تفصیلی قوانین مرتب کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ¹⁴

چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کے عمل کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے۔

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

هذا حكم من الله تعالى وحكمة عظيمة في الزجر عن تعاطي السرقة¹⁵

یہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور چوری سے روکنے کے لیے عظیم حکمت پر مبنی قانون ہے۔

اسی طرح قتل کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَقَتْلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا¹⁶

جس نے کسی ایک جان کو ناحق قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا۔

یہ آیات اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ قرآن کا فوجداری نظام انسانی جان، مال، عزت اور معاشرتی امن کے تحفظ کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ جدید قانونی فلسفوں میں جہاں انسانی تجربات اور سیاسی مفادات غالب رہتے ہیں، وہاں قرآن کا قانونی نظام الہی حکمت اور دائمی عدل پر مبنی ہے۔

قرآن مجید بطور ماخذ قانون محض سزائوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل قانونی و اخلاقی ضابطہ ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انسانی فطرت، معاشرتی ضرورت اور اخلاقی تطہیر تینوں کو یک وقت سامنے رکھتا ہے، جو جدید قانونی نظاموں میں کم دکھائی دیتا ہے۔

2.3 اسلام میں عدل و انصاف کا تصور

اسلامی فوجداری قانون کی بنیاد عدل و انصاف پر قائم ہے۔ اسلام نے انصاف کو محض قانونی اصول نہیں بلکہ دینی فریضہ قرار دیا ہے۔ قرآن و سنت میں بار بار عدل کے قیام اور ظلم سے اجتناب کی تاکید کی گئی ہے۔ اسلامی قانون میں امیر و غریب، حاکم و محکوم اور مرد و عورت سب قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عملی فیصلوں کے ذریعے اس اصول کو واضح فرمایا کہ انصاف میں کسی قسم کی رعایت یا امتیاز جائز نہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ¹⁷

اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو، اللہ کے لیے گواہی دو اگرچہ وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها¹⁸

اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

¹⁴ المائدہ: 38

¹⁵ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج 3، دار طیبہ، ریاض، 1999ء، ص 94۔

¹⁶ المائدہ: 32

¹⁷ النساء: 135

¹⁸ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الحدود، حدیث: 6788، دار طوق النجاة، 1422ھ، ج 8، ص 161۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

العدل أساس الملك وبالعدل تنتظم مصالح العالم¹⁹

عدل حکومت کی بنیاد ہے اور اسی سے دنیا کے معاملات درست رہتے ہیں۔

تحقق کے نزدیک اسلامی نظام عدل کی سب سے اہم خصوصیت اس کی غیر جانبداری اور اخلاقی بنیاد ہے۔ جدید دنیا میں انصاف اکثر طاقت، دولت یا سیاسی اثر و رسوخ سے متاثر ہو جاتا ہے، جبکہ اسلامی تعلیمات انصاف کو خالصتاً الہی ذمہ داری قرار دیتی ہیں۔

2.4 مقاصد شریعت اور فوجداری نظام

اسلامی فوجداری قانون کا اصل مقصد صرف مجرم کو سزا دینا نہیں بلکہ انسانی معاشرے کی اصلاح، امن کا قیام اور بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ ہے۔ فقہاء اسلام نے شریعت کے جن بنیادی مقاصد کو بیان کیا ہے انہیں ”مقاصد خمسہ“ کہا جاتا ہے، یعنی دین، جان، عقل، نسل اور مال کا تحفظ۔ اسلامی فوجداری نظام انہی مقاصد کے گرد گھومتا ہے۔ چنانچہ قتل کے خلاف قصاص، چوری کے خلاف حدِ سرقہ، زنا کے خلاف حدِ زنا اور شراب نوشی کے خلاف تعزیری سزائیں دراصل انہی بنیادی مقاصد کی حفاظت کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔

امام غزالی اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

مقصود الشرع من الخلق خمسة: أن يحفظ عليهم دينهم وأنفسهم وعقولهم ونسلهم وأموالهم²⁰

شریعت کا مقصد پانچ چیزوں کی حفاظت ہے: دین، جان، عقل، نسل اور مال۔

قرآن مجید میں فساد کے خاتمے کے متعلق ارشاد ہے:

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ²¹

اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

اسلامی فوجداری نظام کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ سزا سے پہلے تربیت، معاشی انصاف، اخلاقی اصلاح اور سماجی استحکام پر زور دیتا ہے۔ اسی لیے اسلامی قانون میں توبہ، معافی، دیت، صلح اور اصلاح کے پہلوؤں کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔

تحقق کے نزدیک مقاصد شریعت اسلامی فوجداری قانون کی روح ہیں۔ اگر جدید قانونی نظام ان مقاصد کو سمجھ کر قانون سازی کریں تو جرائم میں کمی، انسانی وقار کے تحفظ اور معاشرتی استحکام کے حصول میں نمایاں بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔

3 اسلامی قانون میں جرائم کی اقسام

اسلامی فوجداری قانون میں جرائم کو محض ایک ہی درجے میں نہیں رکھا گیا بلکہ ان کی نوعیت، شدت، سماجی اثرات اور شرعی تقاضوں کے مطابق مختلف اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ تقسیم اسلامی قانون کی علمی گہرائی اور عدل پر مبنی نظام کی واضح دلیل ہے۔ فقہاء اسلام نے جرائم کو بنیادی طور پر حدود، قصاص و دیت اور تعزیرات میں تقسیم کیا ہے، جبکہ جدید دور میں انہی اصولوں کی روشنی میں نئی جرائم کی صورتوں جیسے سائبر جرائم، مالیاتی فراڈ اور منظم جرائم کو بھی شامل کیا جا رہا ہے۔ اسلامی قانون میں جرم کو صرف قانونی خلاف ورزی نہیں بلکہ اخلاقی و سماجی فساد کے طور پر دیکھا جاتا ہے، اسی لیے ہر جرم کے لیے اس کی نوعیت کے مطابق مختلف درجے کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ قرآن و سنت نے ان تمام اقسام کے اصولی ڈھانچے کو واضح کیا ہے جبکہ فقہاء اسلام نے اجتہاد کے ذریعے ان کی تفصیلات بیان کی ہیں۔

قرآن مجید میں عمومی اصول بیان کیا گیا ہے:

وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ²²

اور حد سے تجاوز نہ کرو، بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ آیت اس بات کی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ ہر جرم کی ایک حد ہے اور ہر حد کے اندر عدل اور توازن برقرار رکھنا اسلامی قانون کا بنیادی اصول ہے۔

¹⁹ الرازی، فخر الدین، التفسیر الکبیر، ج 10، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1999ء، ص 144۔

²⁰ الغزالی، ابوحامد، المستصفی، ج 1، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1993ء، ص 174۔

²¹ البقرہ: 205

²² البقرہ: 190

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق اسلامی فوجداری نظام میں جرائم کی درجہ بندی دراصل انسانی نفسیات، معاشرتی اثرات اور عدل کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کی گئی ہے، جو جدید قانونی نظاموں سے کہیں زیادہ متوازن اور جامع ہے۔

3.1 حدود کے جرائم

حدود سے مراد وہ جرائم ہیں جن کی سزا اللہ تعالیٰ نے قرآن یا سنت میں واضح طور پر مقرر فرمادی ہے اور جن میں کمی یا زیادتی کا اختیار انسانی حاکم یا عدالت کو نہیں دیا گیا۔ حدود کے جرائم میں زنا، چوری، قذف، شراب نوشی اور فساد فی الارض جیسے سنگین جرائم شامل ہیں۔ ان سزائوں کا مقصد محض سزا دینا نہیں بلکہ معاشرے کو برائی سے پاک کرنا اور اخلاقی نظام کو محفوظ رکھنا ہے۔ اسلامی قانون میں حدود کو انتہائی احتیاط اور سخت شرائط کے ساتھ نافذ کیا جاتا ہے تاکہ کسی بے گناہ پر ظلم نہ ہو۔

قرآن مجید میں حد سرقہ کے بارے میں ارشاد ہے:

السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا²³

چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کے عمل کا بدلہ ہے۔

حدود کے نفاذ میں شریعت نے ثبوت کے لیے انتہائی سخت معیار مقرر کیا ہے تاکہ سزا صرف یقینی جرم پر ہی دی جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ادروا الحدود بالشبهات²⁴

شبهات کی بنیاد پر حدود کو ساقط کر دو۔

امام ابن قیم لکھتے ہیں:

الحدود شرعت زواجر عن المعاصي وراعدة للنفس²⁵

حدود گناہوں سے روکنے اور نفس کو برائی سے باز رکھنے کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق حدود کا مقصد سختی نہیں بلکہ معاشرتی تحفظ اور جرم کی روک تھام ہے۔ جدید دنیا میں اگرچہ اس نوعیت کی سزائیں متنازع سمجھی جاتی ہیں، لیکن اسلامی نظام میں ان کا نفاذ انتہائی احتیاط اور عدالتی شفافیت کے ساتھ مشروط ہے۔

3.2 قصاص اور دیت

قصاص اور دیت اسلامی فوجداری قانون کا وہ حصہ ہیں جو انسانی جان اور جسمانی نقصان سے متعلق ہے۔ قصاص کا مطلب ہے "برابر بدلہ" جبکہ دیت مالی معاوضے کو کہتے ہیں۔ قصاص کا بنیادی مقصد انصاف کا قیام اور ظلم کی روک تھام ہے، جبکہ دیت متاثرہ خاندان کے لیے مالی سہارا فراہم کرتی ہے۔ اسلامی قانون میں قتل عمد، قتل خطا اور جسمانی نقصان کی مختلف صورتوں کے مطابق مختلف احکام مقرر کیے گئے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ

اے ایمان والو! تم پر قتل کے معاملے میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔

امام قرطبی لکھتے ہیں:

القصاص حياة للناس لأنه يردع القاتل²⁷

قصاص انسانوں کے لیے زندگی ہے کیونکہ یہ قاتل کو روک دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرِينَ: إما أن يقتل أو يأخذ الدية²⁸

²³ المائدة: 38

²⁴ التزني، محمد بن عيسى، سنن الترمذي، كتاب الحدود، حديث: 1424، دار الغرب الإسلامي، بيروت، 1998ء، ج4، ص30۔

²⁵ ابن قيم الجوزية، محمد بن أبي بكر، إعلام الموقعين، ج2، دار الكتب العلمية، بيروت، 1991ء، ص75۔

²⁶ البقرة: 178

²⁷ القرطبي، محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، ج2، دار الكتب المصرية، القاهرة، 1964ء، ص245۔

²⁸ البخاري، صحيح البخاري، كتاب الديات، حديث: 6880، دار طوق النجاة، ج9، ص6۔

جس کا کوئی قتل ہو جائے اسے دو اختیارات ہیں: یا قصاص لے یا دیت قبول کرے۔

محقق کے نزدیک قصاص اور دیت کا نظام انتقامی جذبات کو محدود کر کے عدل کو یقینی بناتا ہے۔ یہ نظام متاثرہ خاندان کو بھی حق دیتا ہے اور معاشرتی امن کو بھی برقرار رکھتا ہے، جو جدید فوجداری نظام میں اکثر کمزور دکھائی دیتا ہے۔

3.3 تعزیری جرائم

تعزیرات سے مراد وہ جرائم ہیں جن کی سزا شریعت نے متعین نہیں کی بلکہ ان کا تعین ریاست یا قاضی کے صوابدیدی اختیار میں رکھا گیا ہے۔ یہ جرائم نسبتاً کم سنگین ہوتے ہیں یا ان میں واضح شرعی حد موجود نہیں ہوتی۔ تعزیری جرائم میں جھوٹ، دھوکہ دہی، بد عنوانی، بد تمیزی، اور بعض مالی جرائم شامل ہو سکتے ہیں۔ تعزیر کا مقصد اصلاح، تربیت اور معاشرتی نظم و ضبط کو برقرار رکھنا ہے۔

قرآن مجید میں عمومی اصول بیان ہوا:

وَأَفْرِضْهُمْ سُورَىٰ بَيْنَهُمْ²⁹

اور ان کے معاملات باہمی مشاورت سے ہوتے ہیں۔

یہ آیت اس بات کی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ تعزیری قوانین معاشرتی ضرورت اور عدالتی اجتہاد کے مطابق وضع کیے جاسکتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

التعزیر یكون بحسب المصلحة في ردع الجاني³⁰

تعزیر کا مقصد مجرم کو روکنے کے لیے مصلحت کے مطابق سزا دینا ہے۔

محقق کے نزدیک تعزیرات اسلامی قانون کی یکدہ جہت ہیں جو ہر دور کے نئے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ جدید ریاستی نظام میں یہی حصہ سب سے زیادہ قابل تطبیق سمجھا جاتا ہے۔

3.4 جدید دور میں جرائم کی نئی صورتیں

جدید دور میں ٹیکنالوجی، عالمی تجارت اور ڈیجیٹل نظام کے باعث جرائم کی نوعیت میں بڑی تبدیلی آئی ہے۔ سائبر کرائم، آن لائن فراڈ، ہیپنگ، ڈیجیٹل کرپشن، منی لانڈرنگ، انسانی اسمگلنگ اور دہشت گردی جیسے جرائم اسلامی فوجداری قانون کے لیے نئے اجتہادی مسائل پیدا کرتے ہیں۔ اگرچہ ان جرائم کی جدید شکلیں ہیں، لیکن ان کے بنیادی عناصر اسلامی قانون کے اصولوں میں پہلے سے موجود ہیں، جیسے دھوکہ دہی (غش)، چوری (سرقت)، فساد فی الارض اور ظلم۔

قرآن مجید میں فساد کے بارے میں ارشاد ہے:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ... أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا³¹

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں... ان کی سزا قتل یا سولی ہے۔

جدید فقہاء اسلام جیسے وہبہ الزحیلی کے مطابق:

الجرائم المستحدثة تلحق بأصولها الشرعية في الفقه الإسلامي³²

جدید جرائم کو اسلامی فقہ کے بنیادی اصولوں سے ملحق کیا جاتا ہے۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق جدید جرائم کی نوعیت اگرچہ بدل گئی ہے، لیکن ان کے بنیادی اخلاقی اور قانونی اصول وہی ہیں جو قرآن و سنت میں موجود ہیں۔ اس لیے اسلامی فوجداری قانون کو اجتہاد کے ذریعے جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جاسکتا ہے۔

4 آیات الاحکام کی روشنی میں جدید جرائم

عصر حاضر میں جرائم کی نوعیت میں بنیادی تبدیلی آچکی ہے۔ جہاں پہلے جرائم زیادہ تر جسمانی یا محدود مالی دائرے تک محدود تھے، وہاں اب ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے جرائم کو غیر مرئی، عالمی اور زیادہ پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اسلامی فوجداری قانون اگرچہ چودہ سو سال قبل نازل ہوا، لیکن اس کی بنیادیں اتنی جامع اور آفاقی ہیں کہ وہ جدید جرائم کے لیے بھی اصولی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ آیات الاحکام کی روشنی میں دیکھا جائے تو

²⁹ الشوری: 38

³⁰ ابن تیمیہ، أحمد بن عبد الحلیم، السیاسة الشرعية، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1988ء، ص 98۔

³¹ المائدہ: 33

³² الزحیلی، وہبہ، الفقه الإسلامي وأدلتہ، ج 6، دار الفکر، دمشق، 1985ء، ص 112۔

اسلام ہر اس عمل کو جرم قرار دیتا ہے جس میں ظلم، دھوکہ، غصب، چوری یا دوسروں کے حقوق کی پامالی ہو۔ جدید سائبر جرائم درحقیقت انہی بنیادی جرائم کی نئی شکلیں ہیں جن کے لیے قرآن و سنت میں واضح اصول موجود ہیں۔ قرآن مجید میں عمومی اصول بیان کیا گیا ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ³³

اور ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔

یہ آیت جدید ڈیجیٹل معاشی جرائم کی بنیادی قانونی و اخلاقی بنیاد فراہم کرتی ہے، کیونکہ سائبر فراڈ اور آن لائن دھوکہ دہی بھی دراصل "باطل طریقے سے مال حاصل کرنے" کی ہی ایک شکل ہے۔ محقق کے نزدیک محقق کے مطابق قرآن کا قانونی تصور زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے، اس لیے جدید ڈیجیٹل جرائم کو بھی انہی بنیادی اصولوں کی روشنی میں سمجھا اور حل کیا جاسکتا ہے جو قرآن نے صدیوں پہلے واضح کر دیے تھے۔

4.1 سائبر کرائم اور ڈیجیٹل فراڈ

سائبر کرائم موجودہ دور کا وہ پیچیدہ فوجداری مسئلہ ہے جس میں کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل نیٹ ورکس کے ذریعے افراد، اداروں اور ریاستوں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ اسلامی قانون کے اصولوں کے مطابق ہر وہ عمل جو کسی دوسرے کے مال، عزت یا حقوق کو غیر قانونی طریقے سے نقصان پہنچائے، جرم کے زمرے میں آتا ہے۔ چونکہ سائبر کرائم میں بھی بنیادی طور پر دھوکہ، چوری، خیانت اور فریب شامل ہوتے ہیں، اس لیے اس کی شرعی حیثیت واضح طور پر ممنوع ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ³⁴ بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ اصول ڈیجیٹل خیانت، ڈیٹا چوری اور آن لائن فراڈ پر براہ راست مطبق ہوتا ہے۔ محقق کے نزدیک محقق کے مطابق سائبر کرائم محض تکنیکی مسئلہ نہیں بلکہ اخلاقی و قانونی جرم ہے جو امانت، دیانت اور انسانی اعتماد کی خلاف ورزی کرتا ہے، اور اسلامی قانون ان اصولوں کو بنیادی حیثیت دیتا ہے۔

4.1.1 ہیکنگ اور شناخت کی چوری

ہیکنگ اور شناخت کی چوری (Identity Theft) جدید دور کے خطرناک جرائم ہیں جن میں کسی فرد کے ذاتی ڈیٹا، اکاؤنٹس یا شناخت کو غیر قانونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلامی فقہ کی رو سے یہ عمل "تعدی"، "غصب" اور "خیانت" کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ اس میں دوسرے شخص کے حق پر ناجائز قبضہ کیا جاتا ہے اور اس کی شخصیت کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَا تَحْسَبُوا³⁵ اور ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو۔ یہ آیت پرائیویسی کے تحفظ کی بنیادی شرعی دلیل ہے، جو ڈیجیٹل دور میں ہیکنگ اور ڈیٹا بریک کے خلاف واضح اصول فراہم کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہ³⁶ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ محقق کے نزدیک محقق کے مطابق ہیکنگ دراصل جدید دور کی "سرقت معنوی" ہے جس میں جسمانی چوری کی جگہ ڈیجیٹل شناخت چوری کی جاتی ہے، اور اس کا حکم بھی بنیادی طور پر اسی اصول کے تحت آتا ہے جو قرآن نے سرقت اور خیانت کے لیے بیان کیا ہے۔

4.1.2 آن لائن مالیاتی دھوکہ دہی

آن لائن مالیاتی دھوکہ دہی (Online Financial Fraud) میں افراد یا اداروں کو جعلی ویب سائٹس، فریب پر مبنی اسکیموں یا غلط معلومات کے ذریعے مالی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ اسلامی قانون میں یہ عمل "غش"، "تدلیس" اور "اکل مال بالباطل" کے زمرے میں آتا ہے۔ اسلام نے تجارت اور مالی معاملات میں مکمل شفافیت اور دیانت کو لازمی قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَا لِلظَّالِمِينَ³⁷

تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔

یہ آیت ہر قسم کے مالی فراڈ، چاہے وہ حقیقی دنیا میں ہو یا ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر، اس کی حرمت کو واضح کرتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

³³ البقرہ: 188

³⁴ الانفال: 58

³⁵ الحجرات: 12

³⁶ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الایمان، حدیث: 10، دار طوق النجاة، ج 1، ص 12۔

³⁷ الطغفین: 1

من غش فليس منا³⁸

جو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق آن لائن فراڈ جدید دور کی وہ شکل ہے جو اسلامی تجارت کے بنیادی اصول "دیانت اور شفافیت" کے خلاف ہے، اور اس کا سدباب مضبوط قانونی نظام اور اخلاقی تربیت دونوں سے ممکن ہے۔

4.1.3 ناجائز مالی فوائد کے متعلق قرآنی تعلیمات

اسلام میں ہر وہ مالی فائدہ جو دھوکہ، ظلم، خیانت یا غیر قانونی ذرائع سے حاصل کیا جائے، سختی سے ممنوع ہے۔ قرآن نے واضح طور پر "باطل طریقے" سے مال کھانے سے منع کیا ہے، جو ہر قسم کے غیر قانونی مالی فوائد کو شامل ہے، چاہے وہ روایتی تجارت میں ہوں یا ڈیجیٹل معیشت میں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ³⁹ اے ایمان والو! اپنے مالوں کو آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ اسی طرح سود کے بارے میں ارشاد ہے: وَأَحْلَلْ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا⁴⁰ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔ امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

كل ما كان من طريق غير مشروع فهو داخل في اكل المال بالباطل⁴¹ ہر وہ مال جو غیر مشروع طریقے سے حاصل کیا جائے وہ باطل طریقے سے مال کھانے کے زمرے میں آتا ہے۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق جدید مالیاتی نظام میں ناجائز منافع کی کئی نئی صورتیں پیدا ہو چکی ہیں، لیکن قرآن کے بنیادی اصول ان سب کا احاطہ کرتے ہیں۔ اس لیے اسلامی فوجداری قانون ان جرائم کے لیے بھی مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے اور معاشی انصاف کو یقینی بناتا ہے۔

4.2 مالی بد عنوانی اور وائٹ کالر کرائم

عصر حاضر میں فوجداری جرائم کی ایک بڑی اور خطرناک قسم "وائٹ کالر کرائم" اور مالی بد عنوانی ہے، جس میں طاقتور افراد، سرکاری اہلکار، کاروباری ادارے یا سیاسی شخصیات مالی نظام کو ذاتی فائدے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ جرائم بظاہر غیر تشددی ہوتے ہیں مگر ان کے اثرات معاشی عدم استحکام، غربت میں اضافہ، ادارہ جاتی کمزوری اور عوامی اعتماد کے خاتمے کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اسلامی فوجداری قانون اس قسم کے جرائم کو انتہائی سنگین تصور کرتا ہے کیونکہ یہ نہ صرف مالی حقوق کی خلاف ورزی ہیں بلکہ اجتماعی عدل اور امانت کے اصولوں کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ قرآن و سنت میں مالی دیانت، امانت داری اور انصاف کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے، اور ہر وہ عمل جو معاشی استحصال یا بد عنوانی پر مبنی ہو، سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا⁴² بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو۔ یہ آیت مالی بد عنوانی کے خلاف بنیادی اصول فراہم کرتی ہے کہ ریاستی اور عوامی وسائل ایک امانت ہیں جن کا غلط استعمال شرعاً جرم ہے۔ محقق کے نزدیک محقق کے مطابق مالی بد عنوانی محض قانونی خلاف ورزی نہیں بلکہ اخلاقی خیانت ہے جو معاشرتی ڈھانچے کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے۔ اسلامی نظام میں امانت اور دیانت کو قانونی اور اخلاقی دونوں سطحوں پر نافذ کیا گیا ہے، جو جدید نظام میں اکثر کمزور نظر آتا ہے۔

4.2.1 رشوت اور خرد برد

رشوت (Bribery) اور خرد برد (Embezzlement) اسلامی فوجداری قانون میں سخت ترین جرائم میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ یہ عدل کے نظام کو براہ راست متاثر کرتے ہیں۔ رشوت کے ذریعے فیصلوں کو خریدنا اور عوامی وسائل کو ذاتی مفاد کے لیے استعمال کرنا نہ صرف ظلم ہے بلکہ اجتماعی فساد کا سبب بھی بنتا ہے۔ اسلام میں حاکم، قاضی اور سرکاری اہلکاروں کو مکمل دیانت داری کا پابند بنایا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَىٰ الْحُكَّامِ⁴³ اور اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ ہی ان کو حکام تک پہنچاؤ (رشوت کے ذریعے)۔ نبی کریم ﷺ نے رشوت دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ⁴⁴ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

³⁸ مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث: 101، دار إحياء التراث العربی، بیروت، ج 1، ص 99۔

³⁹ النساء: 29

⁴⁰ البقرة: 275

⁴¹ القرطبی، محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، ج 3، دار الکتب المصریة، قاہرہ، 1964ء، ص 354۔

⁴² النساء: 58

⁴³ البقرة: 188

⁴⁴ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب الأحکام، حدیث: 1336، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1998ء، ج 3، ص 614۔

الهدية للولادة من أعظم أبواب الفساد لأنها تؤدي إلى ضياع العدل⁴⁵

حکمرانوں کو دی جانے والی رشوت فساد کے بڑے دروازوں میں سے ہے کیونکہ یہ عدل کو تباہ کر دیتی ہے۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق رشوت اور خرد برد جدید ریاستی نظام کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں کیونکہ یہ انصاف کے ڈھانچے کو متاثر کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات ان جرائم کو صرف قانونی نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی فساد قرار دیتی ہیں۔

4.2.2.2 منی لانڈرنگ

منی لانڈرنگ (Money Laundering) وہ عمل ہے جس میں غیر قانونی ذرائع سے حاصل شدہ مال کو قانونی شکل دے کر چھپایا جاتا ہے۔ اسلامی قانون میں یہ عمل "اکل مال بالباطل"، "تدلیس" اور "خیانت" کے زمرے میں آتا ہے۔ چونکہ اسلام میں مال کے حصول کے لیے حلال ذرائع اور شفافیت شرط ہے، اس لیے منی لانڈرنگ کو سخت جرم تصور کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ⁴⁶ اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ۔ امام قرطبی لکھتے ہیں: کل مال حصل بطريق غير مشروع فهو داخل في اكل المال بالباطل⁴⁷ ہر وہ مال جو غیر مشروع طریقے سے حاصل ہو وہ باطل مال کھانے کے حکم میں آتا ہے۔ محقق کے نزدیک محقق کے مطابق منی لانڈرنگ جدید مالیاتی جرائم میں سب سے پیچیدہ جرم ہے، مگر اسلامی قانون کے اصول اس کی واضح حرمت بیان کرتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق حرام مال کو قانونی تحفظ دینے سے ہے۔

4.2.3 سیاسی و کارپوریٹ کرپشن

سیاسی اور کارپوریٹ کرپشن سے مراد وہ بد عنوانی ہے جو ریاستی اختیارات یا کارپوریٹ طاقت کے غلط استعمال سے کی جاتی ہے۔ اس میں اختیارات کا ناجائز استعمال، اقربا پروری، ٹھیکوں میں بد عنوانی اور عوامی وسائل کی لوٹ مار شامل ہے۔ اسلامی قانون میں حکمرانوں اور ذمہ دار افراد کو "امین" قرار دیا گیا ہے اور ان پر سخت احتساب لازم کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا⁴⁸

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو دو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كلکم راعٍ وكلکم مسؤول عن رعیته⁴⁹

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق سیاسی اور کارپوریٹ کرپشن کسی بھی ریاست کی بنیادوں کو کمزور کر دیتی ہے۔ اسلامی نظام میں احتساب کا اصول اس بد عنوانی کے خلاف مضبوط ڈھال فراہم کرتا ہے۔

4.2.4 اسلامی تعلیمات میں مالی انصاف

اسلامی تعلیمات میں مالی انصاف کو معاشرتی استحکام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نہ صرف ناجائز کمائی سے روکتا ہے بلکہ دولت کی منصفانہ تقسیم اور کمزور طبقے کے تحفظ پر بھی زور دیتا ہے۔ زکوٰۃ، صدقات اور وراثت کے قوانین اسی مالی انصاف کے عملی مظاہر ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ⁵⁰

تاکہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے۔

⁴⁵ ابن تیمیہ، أحمد بن عبد الحلیم، السیاسة الشرعیة، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1988ء، ص 112۔

⁴⁶ النساء: 29۔

⁴⁷ القرطبی، محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، ج 5، دار الکتب المصریة، قاہرہ، 1964ء، ص 168۔

⁴⁸ النساء: 58۔

⁴⁹ البخاری، صحیح البخاری، کتاب الأحکام، حدیث: 7138، دار طوق النجاة، ج 9، ص 62۔

⁵⁰ النحر: 7۔

امام شاطبی لکھتے ہیں:

مقصود الشريعة إقامة العدل بين الناس في الأموال والمعاملات⁵¹

شریعت کا مقصد لوگوں کے درمیان مالی معاملات میں عدل قائم کرنا ہے۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق اسلامی نظام ایک متوازن معاشی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے جو نہ صرف بد عنوانی کو روکتا ہے بلکہ دولت کی منصفانہ تقسیم کو بھی یقینی بناتا ہے، جو جدید سرمایہ دارانہ نظام میں ایک بڑا خطا ہے۔

4.3 دہشت گردی اور انتہا پسندی

دہشت گردی اور انتہا پسندی (Terrorism & Extremism) عصر حاضر کے نہایت سنگین عالمی جرائم ہیں جو صرف افراد یا ریاستوں کو نہیں بلکہ پورے بین الاقوامی نظام کو متاثر کرتے ہیں۔ اسلامی فوجداری قانون میں اس قسم کے جرائم کو "فساد فی الارض" اور "حراہ" کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے کیونکہ ان کا بنیادی نتیجہ معاشرتی امن کا خاتمہ، خوف و ہراس کا پھیلاؤ اور انسانی جان و مال کی تباہی ہوتا ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو امن، عدل اور انسانی حرمت کی حفاظت کو بنیادی حیثیت دیتا ہے، اس لیے کسی بھی قسم کی جارحیت، دہشت یا ظلم کو سختی سے منع کرتا ہے۔ قرآن و سنت میں واضح طور پر ایسے اعمال کی مذمت کی گئی ہے جو معاشرے میں خوف اور عدم استحکام پیدا کریں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ⁵²

اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

یہ آیت اس بنیادی اصول کو واضح کرتی ہے کہ ہر وہ عمل جو معاشرتی امن کو تباہ کرے وہ اسلامی قانون میں جرم ہے، چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق دہشت گردی دراصل انسانی معاشرتی نظام پر براہ راست حملہ ہے، اور اسلامی قانون اس کے خلاف صرف قانونی نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر بھی مضبوط موقف رکھتا ہے۔

14.3.1 اسلام میں حراہ کا تصور

حراہ اسلامی فوجداری قانون کا وہ سنگین جرم ہے جس میں مسلح و کبکی، قتل، خوف و ہراس پھیلانا اور عوامی سلامتی کو خطرے میں ڈالنا شامل ہے۔ فقہاء اسلام کے مطابق حراہ صرف ڈاکہ زنی تک محدود نہیں بلکہ ہر وہ عمل جس میں منظم طریقے سے عوامی امن کو خراب کیا جائے، اس میں شامل ہے۔ یہ تصور جدید دہشت گردی کے قانونی تصور سے بہت حد تک مطابقت رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں حراہ کے بارے میں واضح حکم موجود ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ الَّذِينَ يَحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا⁵³

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا سولی دی جائے۔

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

هذه الآية نزلت في قطاع الطريق وكل من أخاف الناس في الطرقات⁵⁴

یہ آیت راستوں کے ڈاکوؤں اور ہر اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو لوگوں کو راستوں میں خوفزدہ کرے۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق حراہ کا تصور جدید دہشت گردی کے قانونی ڈھانچے سے بہت قریب ہے، کیونکہ دونوں میں بنیادی عنصر "عوامی خوف اور اجتماعی امن کی تباہی" ہے۔

4.3.2 مذہب کا غلط استعمال اور تشدد

⁵¹ الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، ج 2، دار المعرفۃ، بیروت، 1997ء، ص 12۔

⁵² البقرہ: 205۔

⁵³ المائدہ: 33۔

⁵⁴ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج 3، دار طیبہ، ریاض، 1999ء، ص 112۔

اسلام ایک مکمل امن کا دین ہے، لیکن افسوسناک طور پر بعض افراد یا گروہ مذہب کو اپنے ذاتی، سیاسی یا نظریاتی مقاصد کے لیے غلط استعمال کرتے ہیں اور تشدد کو مذہب ہی جو اذ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات اس عمل کو سختی سے رد کرتی ہیں کیونکہ دین میں جبر، ظلم اور بے گناہ انسانوں کو نقصان پہنچانا قطعی طور پر ممنوع ہے۔ قرآن واضح طور پر کہتا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں اور حق و باطل واضح ہو چکا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ⁵⁵

دین میں کوئی جبر نہیں۔

اسی طرح فرمایا:

وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ⁵⁶

زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من قتل معاهداً لم يرح راحة الجنة⁵⁷

جس نے کسی معاہدہ (غیر مسلم شہری یا پُر امن فرد) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق مذہب کا غلط استعمال دراصل جہالت اور انتہا پسندی کا نتیجہ ہے، جبکہ اسلام کا اصل پیغام اعتدال، امن اور انسانی احترام پر مبنی ہے۔

4.3.3 انسانی جان کے تحفظ سے متعلق قرآنی اصول

اسلام میں انسانی جان کو انتہائی مقدس قرار دیا گیا ہے۔ کسی ایک جان کا ناحق قتل پوری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا گیا ہے، جو انسانی جان کے تحفظ کی سب سے مضبوط قانونی اور اخلاقی بنیاد ہے۔ اسلامی فوجداری قانون میں جان کا تحفظ بنیادی مقاصد شریعت میں شامل ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا⁵⁸

جس نے کسی جان کو ناحق قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ⁵⁹

اور کسی ایسی جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

امام قرطبی لکھتے ہیں:

تحريم قتل النفس يدل على عظمة حرمة الإنسان في الإسلام⁶⁰

قتل نفس کی حرمت اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں انسانی جان کو عظیم حرمت حاصل ہے۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق اسلامی تعلیمات انسانی جان کے تحفظ کو سب سے اعلیٰ قانونی و اخلاقی اصول قرار دیتی ہیں، اور یہی اصول جدید انسانی حقوق کے عالمی تصورات سے بھی ہم آہنگ ہے، بلکہ کئی پہلوؤں سے زیادہ مضبوط اور جامع ہے۔

4.4 منشیات فروشی اور نشہ آور اشیاء

⁵⁵ البقرة: 256

⁵⁶ البقرة: 190

⁵⁷ البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الدیات، حدیث: 3166، دار طوق النجاة، ج 4، ص 99۔

⁵⁸ المائدہ: 32

⁵⁹ الانعام: 151

⁶⁰ القرطبی، محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، ج 6، دار الکتب المصریة، قاہرہ، 1964ء، ص 146۔

منشیات فروشی اور نشہ آور اشیاء کا استعمال عصر حاضر کے ان سنگین فوجداری جرائم میں شامل ہے جو نہ صرف فرد کی جسمانی و ذہنی صلاحیتوں کو متاثر کرتے ہیں بلکہ پورے معاشرتی ڈھانچے کو کمزور کر دیتے ہیں۔ جدید دنیا میں منشیات کی اسمگلنگ ایک عالمی منظم جرم (organized transnational crime) بن چکا ہے جس میں اربوں ڈالر کا غیر قانونی کاروبار شامل ہے۔ اسلامی فوجداری قانون اس مسئلے کو صرف قانونی جرم نہیں بلکہ اخلاقی، روحانی اور معاشرتی فساد کے طور پر دیکھتا ہے، کیونکہ نشہ انسان کی عقل، ارادہ اور ذمہ داری کو متاثر کرتا ہے جو اسلامی شریعت میں انسان کی تکریم کی بنیادی شرط ہے۔ قرآن و سنت میں نشہ آور اشیاء کو واضح طور پر ممنوع قرار دیا گیا ہے اور ان کے قریب جانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ⁶¹

اے ایمان والو! بے شک شراب، جوا، بت اور فال کے تیر یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں۔

یہ آیت اگرچہ براہ راست شراب کے بارے میں ہے، لیکن فقہاء اسلام کے اجتہاد کے مطابق ہر وہ چیز جو عقل کو زائل کرے وہ اسی حکم میں داخل ہے۔ اس لیے منشیات کی تمام جدید اقسام اس حکم کے تحت حرام اور جرم قرار پاتی ہیں۔

محقق کے نزدیک محقق کے مطابق منشیات کا مسئلہ صرف طبی یا قانونی نہیں بلکہ تہذیبی اور اخلاقی بحران ہے، اور اسلامی قانون اس کے بنیادی سبب یعنی عقل کی تباہی کو جرم کی بنیاد قرار دیتا ہے، جو جدید قانونی نظاموں میں کمزور پہلو ہے۔

14.4.1 اسلامی قانون میں منشیات کی ممانعت

اسلامی قانون میں منشیات کی ممانعت صرف ایک فقہی حکم نہیں بلکہ انسانی فطرت کے تحفظ پر مبنی ایک جامع اصول ہے۔ شریعت کا بنیادی مقصد عقل (عقل کا تحفظ) ہے، اور ہر وہ چیز جو عقل کو متاثر کرے، اسلامی قانون میں ممنوع قرار دی گئی ہے۔ فقہاء اسلام نے خمر (شراب) کی حرمت سے قیاس کرتے ہوئے تمام نشہ آور اشیاء کو حرام قرار دیا ہے، کیونکہ ان کا مشترک سبب "اسکار" یعنی عقل کا زائل ہونا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کل مسکر حرام⁶²

ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام⁶³

جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

المخدرات من أعظم المفسدات لأنها تفسد العقل الذي هو أساس التكليف⁶⁴

منشیات بڑے مفسد میں سے ہیں کیونکہ یہ عقل کو خراب کرتی ہیں جو شریعت کی بنیاد ہے۔

محقق کے مطابق اسلامی قانون میں منشیات کی حرمت محض اخلاقی حکم نہیں بلکہ انسانی ذمہ داری اور عقل کے تحفظ کا لازمی تقاضا ہے، جو جدید قانونی نظام میں اکثر صرف صحت کے زاویے سے دیکھا جاتا ہے۔

4.4.2 منشیات کے معاشرتی اور اخلاقی اثرات

منشیات کے استعمال اور اس کی تجارت کے معاشرتی اثرات انتہائی تباہ کن ہوتے ہیں۔ یہ نہ صرف فرد کی ذاتی زندگی کو تباہ کرتی ہے بلکہ خاندان، معیشت اور پورے معاشرے کے استحکام کو بھی متاثر کرتی ہے۔ نشہ انسان کو اخلاقی زوال، جرائم، بے روزگاری اور تشدد کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ اسلامی معاشرتی نظام میں چونکہ فرد کو معاشرے کا ذمہ دار رکن سمجھا جاتا ہے، اس لیے ہر وہ عمل جو اجتماعی نقصان کا سبب بنے، اسے سختی سے روکا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

⁶¹ المائدہ: 90

⁶² مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الأشربة، حدیث: 2003، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج 3، ص 1587

⁶³ أبوداود، سلیمان بن الأشعث، سنن أبی داود، کتاب الأشربة، حدیث: 3681، دار الرسالۃ العالمیہ، 2009ء، ج 4، ص 77

⁶⁴ ابن تیمیہ، أحمد بن عبد اللہ، مجموع الفتاوی، ج 34، دار الوفاء، مصر، 2005ء، ص 204

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ⁶⁵

اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

یہ آیت منشیات کے استعمال کے ذاتی اور اجتماعی نقصانات کی واضح دلیل ہے، کیونکہ یہ انسان کو جسمانی اور روحانی دونوں سطح پر تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔

امام قرطبی لکھتے ہیں:

كل ما أدى إلى إهلاك النفس أو العقل فهو داخل في هذا النهي⁶⁶

ہر وہ چیز جو نفس یا عقل کی ہلاکت کا باعث بنے وہ اس ممانعت میں داخل ہے۔

تحقق کے مطابق منشیات کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ یہ انسان کی خود مختاری اور شعور کو ختم کر دیتی ہے، جس کے نتیجے میں جرائم، خاندانی ٹوٹ پھوٹ اور معاشرتی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے۔

4.4.3 اسلامی نقطہ نظر سے انسداد منشیات

اسلامی قانون میں انسداد منشیات کے لیے صرف سزا پر انحصار نہیں کیا گیا بلکہ ایک مکمل اصلاحی اور انسدادی نظام فراہم کیا گیا ہے جس میں اخلاقی تربیت، معاشرتی اصلاح، عدالتی سختی اور ریاستی ذمہ داری شامل ہے۔ اسلام فرد کی اصلاح سے لے کر معاشرتی ڈھانچے کی اصلاح تک ایک جامع حکمت عملی پیش کرتا ہے۔ منشیات کے خاتمے کے لیے اسلامی معاشرہ تعلیم، دعوت، قانون اور معاشی انصاف کو بنیادی ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ⁶⁷

بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

اسلامی انسداد منشیات کے نظام میں یہ اصول بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ جرم کے خاتمے کے لیے صرف سزا کافی نہیں بلکہ اس کے اسباب کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ اس میں غربت کا خاتمہ، نوجوانوں کی تعلیم، معاشرتی شعور اور خاندان کے مضبوط نظام کو اہمیت دی جاتی ہے۔

امام ابن القیم لکھتے ہیں:

الشرعية مبناهما على جلب المصالح ودرء المفاسد⁶⁸

شریعت مصالح کے حصول اور مفاسد کے خاتمے پر قائم ہے۔

تحقق کے مطابق منشیات کے خلاف اسلامی نقطہ نظر ایک جامع حکمت عملی ہے جو صرف سزا پر نہیں بلکہ اصلاح معاشرہ، تعلیم اور اخلاقی تربیت پر زور دیتا ہے، اور یہی اس نظام کی پائیداری اور کامیابی کی بنیاد ہے۔

4.5 آن لائن ہراسی اور کردار کشی

آج کے ڈیجیٹل دور میں سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ نے جہاں معلومات اور رابطے کو آسان بنایا ہے، وہاں اسی کے ساتھ آن لائن ہراسی (Online Harassment)، کردار کشی (Defamation)، اور سائبر بُلنگ (Cyber Bullying) جیسے سنگین جرائم بھی تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ یہ جرائم بظاہر "غیر جسمانی" نظر آتے ہیں مگر ان کے اثرات انسانی نفسیات، عزت نفس، خاندانی نظام اور سماجی اعتماد پر انتہائی گہرے اور بعض اوقات تباہ کن ہوتے ہیں۔ اسلامی فوجداری قانون میں عزت، آبرو اور شخصیت کا تحفظ بنیادی انسانی حقوق میں شامل ہے، اور کسی کی عزت پر حملہ کرنا انتہائی سنگین جرم ہے جتنا اس کے مال یا جان پر حملہ کرنا۔ قرآن و سنت میں زبان، تہمت، بدگمانی اور غیبت جیسے اعمال کو سختی سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ معاشرتی انتشار اور نفرت کو جنم دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمٍ مِّنْ قَوْمٍ⁶⁹ اے ایمان والو! کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے۔ یہ آیت اس بنیادی اصول کو واضح کرتی ہے کہ کسی بھی فرد یا گروہ کی تضحیک، تحقیر یا کردار کشی اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے،

⁶⁵ البقرہ: 195

⁶⁶ الفکر طبعی، محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، ج 3، دار الکتب المصریة، قاہرہ، 1964ء، ص 322۔

⁶⁷ النحل: 90

⁶⁸ ابن قیم الجوزیہ، محمد بن أبی بکر، إعلام الموقعین، ج 3، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1991ء، ص 3۔

⁶⁹ الحجرات: 11

چاہے وہ حقیقی زندگی میں ہو یا ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر۔ محقق کے مطابق آن لائن ہر اسگی جدید دور کی وہ شکل ہے جس میں الفاظ اور ڈیجیٹل مواد کے ذریعے انسانی عزت کو نقصان پہنچایا جاتا ہے، اور اسلامی قانون اس کو اخلاقی اور قانونی دونوں سطحوں پر جرم قرار دیتا ہے۔

4.5.1 سائبر ہلنگ اور سوشل میڈیا جرائم

سائبر ہلنگ سے مراد انٹرنیٹ، موبائل فون یا سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعے کسی فرد کو مسلسل تنگ کرنا، دھمکیاں دینا، اس کا مذاق اڑانا یا اس کی نجی معلومات کو پھیلانا ہے۔ یہ عمل خاص طور پر نوجوانوں میں ذہنی دباؤ، ڈپریشن اور بعض اوقات خودکشی جیسے سنگین نتائج کا سبب بنتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں کسی بھی شخص کو اذیت دینا سخت منع ہے، چاہے وہ جسمانی ہو یا ذہنی۔ اسلام میں ”ایذاء“ کو ایک واضح جرم قرار دیا گیا ہے جو فرد کے وقار اور امن کو متاثر کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: **وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَا أَكْتَسَبُوا**⁷⁰ اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی جرم کے اذیت دیتے ہیں... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده⁷¹ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

امام غزالی لکھتے ہیں: اللسان من أخطر الجواهر إذا لم يضبط بالشرع⁷² زبان سب سے خطرناک عضو ہے اگر اسے شریعت کے مطابق نہ روکا جائے۔ محقق کے مطابق سائبر ہلنگ دراصل جدید دور کی ”ایذاء“ ہے جس کے اثرات جسمانی تشدد سے بھی زیادہ گہرے ہو سکتے ہیں، اور اسلامی قانون اس کو سختی سے منع کرتا ہے۔

4.5.2 جھوٹے الزامات اور عزت نفس پر حملے

جھوٹے الزامات اور کردار کشی (Defamation) اسلامی فوجداری قانون میں انتہائی سنگین جرم ہے کیونکہ یہ انسان کی عزت، وقار اور سماجی حیثیت کو متاثر کرتا ہے۔ اسلام میں ”قذف“ یعنی کسی پر زنا کا جھوٹا الزام لگانا ایک حدی جرم ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ عزت نفس کا تحفظ شریعت کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ جدید دور میں سوشل میڈیا پر جھوٹی خبریں، فیک اکاؤنٹس اور کردار کشی کی مہمات اسی اصول کی خلاف ورزی ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: **الَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَدْلَةٍ شَهِدَاءُ**⁷³ جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور چار گواہ پیش نہیں کرتے... اسی طرح فرمایا: **وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ**⁷⁴ جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو۔ امام قرطبی لکھتے ہیں: القذف من أعظم الكبائر لأنه يهدم الأعراض⁷⁵ قذف بڑے گناہوں میں سے ہے کیونکہ یہ عزتوں کو تباہ کرتا ہے۔ محقق کے مطابق جھوٹے الزامات جدید میڈیا دور میں ایک ”ڈیجیٹل ہتھیار“ بن چکے ہیں، اور اسلامی قانون اس کے خلاف سخت اصول فراہم کرتا ہے تاکہ انسانی عزت محفوظ رہے۔

4.5.3 قرآن میں انسانی وقار کا تحفظ

اسلام انسانی وقار (Human Dignity) کو بنیادی حق قرار دیتا ہے۔ قرآن کے مطابق ہر انسان کو اللہ نے عزت دی ہے، اور کسی کی تحقیر یا تذلیل جائز نہیں۔ یہ اصول آن لائن اور آف لائن دونوں ماحول پر یکساں لاگو ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں انسان کی عزت کو اس کے مال اور جان کے برابر اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: **وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ**⁷⁶ اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔ امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: أي فضلناهم وشرفناهم على سائر المخلوقات⁷⁷ یعنی ہم نے انسان کو تمام مخلوقات پر فضیلت اور عزت عطا کی۔ اسی طرح فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمَ بَيْنَ قَوْمٍ**⁷⁸ کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے۔ محقق کے مطابق انسانی وقار کا تحفظ اسلامی فوجداری قانون کا مرکزی ستون ہے، اور جدید ڈیجیٹل ماحول میں اس اصول کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے کیونکہ آن لائن مواد تیزی سے پھیل کر ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

4.6 انسانی اسمگلنگ اور استحصال

انسانی اسمگلنگ (Human Trafficking) اور استحصال جدید دور کے انتہائی سنگین اور غیر انسانی جرائم میں شمار ہوتے ہیں جن میں افراد کو زبردستی، دھوکہ دہی یا طاقت کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر کے ان سے جبری مشقت، جنسی استحصال یا غیر قانونی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ جرم نہ صرف بین الاقوامی سطح پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے بلکہ اسلامی فوجداری قانون کے بنیادی

⁷⁰ الاحزاب: 58

⁷¹ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الایمان، حدیث: 10، دار طوق النجاة، ج: 1، ص: 12۔

⁷² الغزالی، أبو حامد، إحياء علوم الدين، ج: 3، دار المعرفة، بيروت، 1983ء، ص: 112۔

⁷³ البقرہ: 4

⁷⁴ الاسراء: 36

⁷⁵ القرطبي، محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، ج: 12، دار الكتب المصرية، قاہرہ، 1964ء، ص: 201۔

⁷⁶ الاسراء: 70

⁷⁷ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظيم، ج: 5، دار طيبة، ریاض، 1999ء، ص: 68۔

⁷⁸ الحجرات: 11

اصولوں یعنی انسان کی تکریم، آزادی اور عدل کے خلاف بھی ایک کھلی بغاوت ہے۔ قرآن و سنت میں انسان کو اشرف المخلوقات قرار دے کر اس کی آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کے تحفظ کی واضح ضمانت دی گئی ہے۔ اسی لیے اسلام ہر اس عمل کو سختی سے منع کرتا ہے جو انسان کو غلامی، استحصال یا غیر انسانی سلوک کی طرف لے جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ۖ وَبَعَثْنَا فِيهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَوْرَثَهُم مِّنْهُم مَّا كَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ ۚ وَلَقَدْ فَتَنَّا رَبَّكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِذْ قَامُوا الصَّلَاةَ ۚ وَكُلًّا وَسَّيْنَا فِيهِمُ الْمَالَ ۚ وَكُلًّا مِّنْهُمْ نَخَّرْنَا وَلَئِن لَّمْ يَؤْمِنُوا بِآيَاتِنَا لَنَخْلِقَنَّ مِنْ عِندِنَا طَائِفًا خَاسِفِينَ ۚ (سورة البقرہ: ۱۲۷-۱۳۱)۔ یہ آیت انسانی وقار اور آزادی کی بنیادی قرآنی بنیاد فراہم کرتی ہے، جس کے مطابق کسی انسان کو محض ایک ”سیلہ“ یا ”مال“ سمجھنا شرعاً ناجائز ہے۔ محقق کے مطابق انسانی اسمگلنگ جدید دور کی سب سے خطرناک شکل استحصال ہے جو انسان کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کر دیتی ہے، اور اسلامی قانون اس کے خلاف ایک مضبوط اخلاقی اور قانونی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔

4.6.1 جبری مشقت اور جدید غلامی

جبری مشقت (Forced Labour) اور جدید غلامی (Modern Slavery) ایسے جرائم ہیں جن میں افراد کو ان کی مرضی کے بغیر کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، اکثر انتہائی کم اجرت یا بالکل بغیر اجرت کے۔ اگرچہ تاریخی طور پر غلامی کا ادارہ مختلف تہذیبوں میں موجود رہا ہے، لیکن اسلام نے اس رجحان کو بتدریج ختم کرنے اور انسانوں کو آزادی کی طرف لے جانے کا جامع نظام پیش کیا۔ قرآن و سنت میں غلاموں کی آزادی کو نیکی، کفارہ اور اعلیٰ اخلاقی عمل قرار دیا گیا ہے، اور ظلم و جبر کے تحت کسی انسان کو مجبور کرنا سختی سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: فَكُلُّ رَقَبَةٍ ۚ ثَمَنُهَا ۖ ثَمَنٌ كَرِيمٌ ۚ (سورة البقرہ: ۱۷۶)۔ یہ آیت اس بات کی علامت ہے کہ اسلام کارحجان انسانوں کو آزادی دینے اور غلامی کے خاتمے کی طرف ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إخوانكم خولكم جعلهم الله تحت أيدكم ۚ ثَمَنُهَا ۖ ثَمَنٌ كَرِيمٌ ۚ (سورة البقرہ: ۱۷۶)۔ بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے زیر دست کیا ہے۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: الإسلام جاء بتقليل الرق حتى ينتهي إلى العتق الكامل⁸² اسلام غلامی کو کم کرتے کم کرتے مکمل آزادی کی طرف لے جاتا ہے۔ محقق کے مطابق اسلام نے جبری غلامی کے نظام کو مرحلہ وار ختم کرنے کی حکمت عملی اپنائی، اور جدید دور میں جبری مشقت اسی ممنوعہ تصور کی نئی شکل ہے جسے اسلامی اصول مکمل طور پر رد کرتے ہیں۔

4.6.2 خواتین اور بچوں کا استحصال

خواتین اور بچوں کا استحصال انسانی اسمگلنگ کا سب سے دردناک پہلو ہے جس میں انہیں مزدوری، جنسی استحصال، بھیک منگوانے یا دیگر غیر انسانی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلام نے خواتین اور بچوں کو خصوصی تحفظ دیا ہے اور ان کے حقوق کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں خواتین کو عزت، وراثت، ملکیت اور سماجی وقار عطا کیا گیا ہے جبکہ بچوں کے ساتھ شفقت اور رحمت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لیے ان کا استحصال اسلامی قانون میں سخت جرم تصور کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ ۚ إِنَّهُم خَشْيَةُ اللَّهِ ۚ (سورة البقرہ: ۱۷۰) اور اپنی اولاد کو غربت کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من لا يرحم لا يرحم⁸⁴ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ امام غزالی لکھتے ہیں: الطفل أمانة في عنق المجتمع والدولة⁸⁵ بچہ معاشرے اور ریاست کے ذمہ ایک امانت ہے۔ محقق کے مطابق خواتین اور بچوں کا استحصال جدید دور کا ایک عالمی بحران ہے، اور اسلامی قانون ان کے تحفظ کے لیے نہ صرف قانونی بلکہ اخلاقی اور سماجی بنیادیں بھی فراہم کرتا ہے۔

4.6.3 اسلام میں انسانی حقوق اور آزادی کا تصور

اسلام انسانی حقوق اور آزادی کو محض جدید سیاسی تصور نہیں بلکہ الہی عطیہ قرار دیتا ہے۔ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے عزت، آزادی اور بنیادی حقوق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اسلام میں انسان کی آزادی اس کی ذمہ داری کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، یعنی وہ آزادی جو ظلم، فساد یا دوسروں کے حقوق کی خلاف ورزی کا سبب نہ بنے۔ اسلامی قانون میں آزادی کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی جبر کے بغیر اپنے دین، مال، جان اور عزت کے ساتھ محفوظ رہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ۖ وَبَعَثْنَا فِيهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَوْرَثَهُم مِّنْهُم مَّا كَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ ۚ وَلَقَدْ فَتَنَّا رَبَّكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِذْ قَامُوا الصَّلَاةَ ۚ وَكُلًّا وَسَّيْنَا فِيهِمُ الْمَالَ ۚ وَكُلًّا مِّنْهُمْ نَخَّرْنَا وَلَئِن لَّمْ يَؤْمِنُوا بِآيَاتِنَا لَنَخْلِقَنَّ مِنْ عِندِنَا طَائِفًا خَاسِفِينَ ۚ (سورة البقرہ: ۱۲۷-۱۳۱)۔ بنی آدم کو عزت بخشی۔ امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: التكریم يشمل الحرية والكرامة والحقوق الأساسية للإنسان⁸⁷ تکریم میں انسان کی آزادی، عزت اور بنیادی حقوق شامل ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں آزادی کا سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ کوئی انسان دوسرے انسان کو اپنا غلام یا محض فائدے کا ذریعہ نہیں بنا سکتا۔ محقق کے مطابق اسلامی تصور آزادی جدید انسانی حقوق کے تصور سے زیادہ جامع ہے کیونکہ یہ آزادی کو اخلاقی ذمہ داری اور عدل کے ساتھ جوڑتا ہے، جس سے فرد اور معاشرے دونوں کا تحفظ یقینی ہوتا ہے۔

⁷⁹ الإسراء: 70

⁸⁰ البلد: 13

⁸¹ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الحنك، حدیث: 2545، دار طوق النجاة، ج 3، ص 142۔

⁸² ابن تیمیہ، أحمد بن عبد اللہ، مجموع الفتاوی، ج 31، دار الوفاء، مصر، 2005ء، ص 321۔

⁸³ الإسراء: 31

⁸⁴ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث: 2318، دار إحياء التراث العربی، بیروت، ج 4، ص 1809۔

⁸⁵ الغزالی، أبو حامد، إحياء علوم الدین، ج 2، دار المعرفة، بیروت، 1983ء، ص 78۔

⁸⁶ الإسراء: 70

⁸⁷ الرازی، فخر الدین، التفسیر الکبیر، ج 21، دار إحياء التراث العربی، بیروت، 1999ء، ص 45۔

5 اسلامی فوجداری قانون میں سزا کا تصور

اسلامی فوجداری قانون میں سزا (Punishment) کو محض انتقام یا درد پہنچانے کا ذریعہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے ایک اصلاحی، تادیبی اور سماجی تحفظ کے نظام کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں سزا کا مقصد فرد کی اصلاح، معاشرے سے فساد کا خاتمہ، مظلوم کے حق کا تحفظ اور اجتماعی امن کا قیام ہے۔ اسلامی نظام عدل میں جرم اور سزا کا تعلق اخلاقی ذمہ داری، نیت، ثبوت اور انصاف کے سخت معیار سے جوڑا گیا ہے تاکہ کسی بھی بے گناہ کو نقصان نہ پہنچے اور مجرم کو اس کے عمل کے مطابق متوازن سزا دی جاسکے۔ اس تصور کی بنیاد قرآن مجید کے اس اصول پر ہے کہ عدل کے ساتھ ساتھ رحمت اور اصلاح بھی شریعت کے بنیادی مقاصد میں شامل ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ**⁸⁸ اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ یہ آیت اس بات کی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ اسلامی قانون میں سزا کا نظام بھی مجموعی طور پر رحمت، اصلاح اور عدل کے دائرے میں رہ کر کام کرتا ہے۔ محقق کے مطابق اسلامی سزا کا فلسفہ جدید فوجداری نظام سے اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ یہ صرف جرم کو روکنے تک محدود نہیں بلکہ مجرم کی اخلاقی اور سماجی اصلاح کو بھی بنیادی مقصد قرار دیتا ہے۔

5.1 سزا کا فلسفہ اور مقاصد

اسلامی فوجداری قانون میں سزا کا فلسفہ نہایت جامع اور متوازن ہے۔ اس کا بنیادی مقصد معاشرے سے فساد کا خاتمہ، عدل کا قیام، مجرم کی اصلاح اور دوسروں کے لیے عبرت پیدا کرنا ہے۔ اسلام میں سزا کو ایک “ضروری سماجی آلہ” کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو معاشرتی نظم و ضبط کو برقرار رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ سزا کا مقصد اذیت دینا نہیں بلکہ اصلاح اور روک تھام (Deterrence) ہے۔ قرآن و سنت میں بار بار یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے اور سزا میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: **وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاتٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ**⁸⁹ اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے اے عقل والو! امام قرطبی لکھتے ہیں: **في القصاص حفظ للنفس وردع للعدوان**⁹⁰ قصاص میں جانوں کا تحفظ اور زیادتی سے روکنے کا پہلو موجود ہے۔ محقق کے مطابق اسلامی سزا کا فلسفہ ایک مکمل سماجی توازن فراہم کرتا ہے جس میں فرد، معاشرہ اور ریاست تینوں کے حقوق کا تحفظ شامل ہے، جبکہ جدید نظام اکثر صرف ریاستی مفاد تک محدود رہتا ہے۔

5.2 قانون کے سامنے مساوات

اسلامی فوجداری قانون میں مساوات (Equality before Law) ایک بنیادی اصول ہے۔ اسلام میں قانون کسی طبقے، نسل، زبان یا معاشی حیثیت کی بنیاد پر فرق نہیں کرتا۔ ہر فرد، چاہے وہ حکمران ہو یا عام شہری، قانون کے سامنے برابر ہے۔ اسلامی تاریخ میں ایسے متعدد واقعات ملتے ہیں جہاں خلفاء راشدین نے خود کو عام افراد کی طرح عدالت کے سامنے پیش کیا۔ یہ تصور جدید آئینی نظام سے بھی زیادہ مضبوط اور عملی شکل میں اسلامی قانون میں موجود ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ**⁹¹ اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **إِنَّمَا أَهْلُكَ مِنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَهْمُ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرْكُوهُ**⁹² تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ “محقق کے مطابق اسلامی قانون کی سب سے بڑی طاقت اس کی غیر جانبداری ہے، جو قانون کی حکمرانی کو حقیقی معنوں میں قائم کرتی ہے اور طاقتور و کمزور کے درمیان فرق کو ختم کرتی ہے۔

5.3 اسلامی سزاؤں میں شہادت اور ثبوت کی اہمیت

اسلامی فوجداری قانون میں سزا کے نفاذ سے پہلے ثبوت (Evidence) اور شہادت (Testimony) کو انتہائی اہمیت دی گئی ہے۔ کسی بھی شخص کو صرف شک، الزام یا مفروضے کی بنیاد پر سزا نہیں دی جاسکتی۔ اسلام نے شہادت کے نظام کو نہایت سخت اصولوں کے تحت رکھا ہے تاکہ انصاف یقینی بنایا جاسکے اور غلط فیصلوں سے بچا جاسکے۔ جھوٹی گواہی کو بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ⁹³

⁸⁸ الانبیاء: 107

⁸⁹ البقرہ: 179

⁹⁰ القرطبی، محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، ج 2، دار الکتب المصریة، قاہرہ، 1964ء، ص 246۔

⁹¹ النساء: 135

⁹² البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الحدود، حدیث: 6788، دار طوق النجاة، ج 8، ص 160۔

⁹³ الاسراء: 36

”جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو۔“

امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

هذا نهي عن القول بغير علم لأنه يؤدي إلى الظلم⁹⁴

”یہ بغیر علم کے بات کرنے سے منع ہے کیونکہ یہ ظلم کا باعث بنتا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

شهادة الزور تعدل الشرك بالله⁹⁵

”جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے۔“

محقق کے مطابق اسلامی قانون میں ثبوت کا سخت معیار انصاف کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے، جو جدید نظام میں بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے مگر وہاں بعض اوقات سیاسی یا تکنیکی دباؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔

5.4 توبہ، اصلاح اور رحمت کا پہلو

اسلامی فوجداری قانون میں توبہ (Repentance) اور اصلاح (Reformation) کو نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ اسلام مجرم کو ہمیشہ کے لیے رد نہیں کرتا بلکہ اسے اصلاح کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص سچے دل سے توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں۔ یہ پہلو اسلامی قانون کو محض سخت سزا دینے والے نظام کے بجائے ایک اصلاحی نظام بناتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ⁹⁶

”مگر وہ لوگ جو تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کر لیں۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

التائب من الذنب كمن لا ذنب له⁹⁷

”گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔“

محقق کے مطابق توبہ اور اصلاح کا تصور اسلامی قانون کو انسانی فطرت سے ہم آہنگ بناتا ہے اور مجرم کی مکمل سماجی بحالی کا موقع فراہم کرتا ہے، جو جدید نظام میں اکثر محدود نظر آتا ہے۔

5.5 جدید قانونی نظام میں تعزیری سزائوں کا اطلاق

تعزیری سزائیں اسلامی فوجداری قانون کا وہ حصہ ہیں جو ریاست یا قاضی کو حالات، معاشرتی ضرورت اور جرم کی نوعیت کے مطابق مناسب سزا مقرر کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ جدید قانونی نظام میں بھی اسی نوعیت کی discretionary punishments موجود ہیں، جیسے جرم مانے، قید، پرویشن اور اصلاحی پروگرام۔ اسلامی تعزیرات کا مقصد صرف سزا دینا نہیں بلکہ معاشرتی نظم و ضبط قائم رکھنا اور مجرم کی اصلاح کو یقینی بنانا ہے۔

اسلامی فقہ میں تعزیر کو چکدر نظام کے طور پر دیکھا جاتا ہے تاکہ ہر دور کے نئے جرائم کا موثر حل نکالا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید سامبر کرائم، مالی بد عنوانی اور دیگر نئے جرائم کو تعزیری دائرے میں رکھا جاسکتا ہے۔

امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

التعزير مشروع لكل معصية لا حد فيها ولا كفارة بحسب المصلحة⁹⁸

⁹⁴ ابن کثیر، إسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج 5، دار طیبہ، ریاض، 1999ء، ص 70۔

⁹⁵ البخاری، صحیح البخاری، کتاب الشهادات، حدیث: 2654، ج 3، ص 182۔

⁹⁶ المائدہ: 34۔

⁹⁷ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الزحد، حدیث: 4250، دار الرسالۃ العالمیہ، 2009ء، ج 5، ص 304۔

⁹⁸ ابن تیمیہ، أحمد بن عبد الحلیم، السیاسة الشرعیة، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1988ء، ص 102۔

”تجزیر ہر اس جرم کے لیے مشروع ہے جس میں حد یا کفارہ مقرر نہ ہو، مصلحت کے مطابق۔“

تحقق کے مطابق تجزیہ نظام اسلامی فوجداری قانون کی وہ پلکدار جہت ہے جو اسے ہر زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگ بناتی ہے اور جدید قانونی نظام کے ساتھ تقابلی طور پر انتہائی قابل عمل بناتی ہے۔

6 اسلام میں انسداد جرائم کے اصول

اسلامی فوجداری قانون صرف سزا دینے تک محدود نہیں بلکہ اس کا اصل زور جرائم کے اسباب کو ختم کرنے اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے پر ہے جس میں جرم پیدا ہی نہ ہو یا کم سے کم ہو۔ اس تناظر میں اسلام ایک جامع انسدادی (Preventive) نظام پیش کرتا ہے جس میں اخلاق، معاشرت، معیشت، تعلیم اور ریاستی نظم سب ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ قرآن و سنت کے مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام جرم کو صرف فرد کا ذاتی عمل نہیں سمجھتا بلکہ اسے ایک اجتماعی و سماجی خرابی کے طور پر دیکھتا ہے، جس کے تدارک کے لیے پورے معاشرے کو متحرک ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں جرم کی روک تھام کو سزا سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ⁹⁹

”بے شک اللہ عدل، احسان اور قربات داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔“

یہ آیت اسلامی انسداد جرائم کے پورے فلسفے کی بنیاد ہے کہ معاشرے میں خیر کو فروغ دیا جائے اور شر کے تمام اسباب کو روکا جائے۔

تحقق کے مطابق اسلامی انسداد جرائم کا نظام محض قانونی نہیں بلکہ ایک مکمل سماجی، اخلاقی اور روحانی حکمت عملی ہے جو جرم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کے اسباب کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

6.1 اخلاقی اور روحانی تربیت

اسلامی نظام میں اخلاقی اور روحانی تربیت انسداد جرائم کی پہلی اور بنیادی بنیاد ہے۔ اسلام انسان کے ضمیر، ایمان اور اخلاقی شعور کو بیدار کرتا ہے تاکہ وہ بیرونی دباؤ کے بغیر بھی برائی سے بچ سکے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر عبادات محض رسمی اعمال نہیں بلکہ انسانی کردار کی تعمیر کا ذریعہ ہیں۔ جب انسان کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو جاتا ہے تو وہ جرم سے خود بخود دور ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ¹⁰⁰

”بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔“

امام غزالی لکھتے ہیں:

صلاح القلب أساس صلاح الجوارح¹⁰¹

”دل کی اصلاح ہی اعضا کی اصلاح کی بنیاد ہے۔“

تحقق کے مطابق اخلاقی اور روحانی تربیت جرم کے خلاف سب سے مضبوط دفاعی لائن ہے کیونکہ یہ انسان کے اندر سے برائی کے رجحان کو کم کرتی ہے، جو محض قانونی سختی سے ممکن نہیں۔

6.2 خاندان اور معاشرے کا کردار

اسلام میں خاندان کو معاشرتی اصلاح کا بنیادی ادارہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک مضبوط اور اخلاقی خاندان فرد کی تربیت کرتا ہے اور اسے جرائم سے دور رکھتا ہے۔ والدین، اساتذہ اور معاشرتی ماحول کا کردار انسان کی شخصیت سازی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر خاندان کمزور ہو جائے تو معاشرہ جرائم کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا¹⁰²

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

⁹⁹ النحل: 90

¹⁰⁰ العنکبوت: 45

¹⁰¹ الغزالی، أبو حامد، إحياء علوم الدين، ج 3، دار المعرفة، بيروت، 1983ء، ص 65۔

¹⁰² التحريم: 6

کلکم راع وکلکم مسؤول عن رعیتہ¹⁰³

”تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔“

تحقق کے مطابق خاندان اور معاشرہ جرائم کی روک تھام میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، اور اگر یہ ادارے مضبوط ہوں تو ریاستی سطح پر جرائم میں نمایاں کمی آسکتی ہے۔

6.3 معاشی انصاف اور غربت کا خاتمہ

معاشی انصاف اسلامی انسداد جرائم کا ایک اہم ستون ہے۔ غربت، محرومی اور معاشی ناانصافی اکثر جرائم کا سبب بنتی ہیں۔ اسلام نے زکوٰۃ، صدقات، وراثت اور بیت المال کے نظام کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم کا اصول دیا ہے تاکہ معاشرے میں طبقاتی فرق کم ہو اور جرائم کے معاشی اسباب ختم ہوں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ¹⁰⁴

”تاکہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرے۔“

امام شاطبی لکھتے ہیں:

رفع الفقر من أعظم مقاصد الشريعة في حفظ النظام الاجتماعي¹⁰⁵

”غربت کا خاتمہ شریعت کے اہم مقاصد میں سے ہے تاکہ معاشرتی نظام محفوظ رہے۔“

تحقق کے مطابق معاشی انصاف جرائم کی بنیادی جڑوں کو ختم کرتا ہے، اور اسلام کا معاشی نظام اس پہلو سے ایک مکمل انسدادی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔

6.4 تعلیمی اور اخلاقی اصلاحات

تعلیم اسلامی معاشرے میں شخصیت سازی اور جرائم کی روک تھام کا ایک بنیادی ذریعہ ہے۔ اسلامی تعلیم صرف معلومات فراہم نہیں کرتی بلکہ اخلاقی تربیت بھی دیتی ہے۔ جب تعلیم کے ساتھ اخلاقی اقدار شامل ہوں تو معاشرہ جرائم سے محفوظ رہتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ¹⁰⁶

”اللہ ایمان والوں اور علم والوں کے درجات بلند کرتا ہے۔“

امام ابن قیم لکھتے ہیں:

العلم بلا عمل لا يمنع من المعصية¹⁰⁷

”عمل کے بغیر علم انسان کو گناہ سے نہیں روکتا۔“

تحقق کے مطابق تعلیمی اصلاحات اگر اخلاقی بنیادوں پر ہوں تو وہ جرائم کی شرح کو نمایاں طور پر کم کر سکتی ہیں، ورنہ صرف تکنیکی تعلیم کافی نہیں۔

6.5 ریاست کا کردار اور انسداد جرائم

اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری عدل کا قیام، امن کا تحفظ اور شہریوں کے حقوق کی ضمانت ہے۔ ریاست نہ صرف سزا دینے والی اتھارٹی ہے بلکہ ایک اصلاحی ادارہ بھی ہے جو معاشرے میں انصاف اور مساوات کو یقینی بناتا ہے۔ اسلامی ریاست کا تصور ایک ایسے نظام پر مبنی ہے جس میں حکمران خود بھی قانون کے تابع ہوتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا¹⁰⁸

¹⁰³ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الأحکام، حدیث: 7138، دار طوق النجاة، ج 9، ص 62۔

¹⁰⁴ الحشر: 7۔

¹⁰⁵ الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، ج 2، دار المعرفۃ، بیروت، 1997ء، ص 19۔

¹⁰⁶ المجادل: 11۔

¹⁰⁷ ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، مفتاح دار السعادة، ج 1، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1991ء، ص 88۔

¹⁰⁸ النساء: 58۔

”بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کو دو۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الإمام راعٍ وهو مسؤول عن رعيته¹⁰⁹

”حاکم گھبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔“

محقق کے مطابق اگر ریاست عدل اور احتساب کے اصولوں پر قائم ہو تو جرائم کی شرح خود بخود کم ہو جاتی ہے، کیونکہ طاقتور اور کمزور دونوں قانون کے تابع ہوتے ہیں۔

6.6 میڈیا اور ڈیجیٹل آگاہی کی اہمیت

جدید دور میں میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز جرائم کی روک تھام اور فروغ دونوں میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر میڈیا ذمہ دار ہو تو وہ معاشرتی اصلاح، اخلاقی تربیت اور جرائم کے خلاف شعور پیدا کر سکتا ہے،

لیکن غیر ذمہ دار میڈیا جرائم اور فحاشی کو فروغ بھی دے سکتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے معلومات کی اشاعت میں سچائی، تحقیق اور ذمہ داری بنیادی اصول ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا¹¹⁰

”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔“

امام قرطبی لکھتے ہیں:

التحري في الأخبار أصل في حفظ المجتمع من الفتن¹¹¹

”خبر میں تحقیق معاشرے کو فتنوں سے بچانے کا بنیادی اصول ہے۔“

محقق کے مطابق ڈیجیٹل دور میں میڈیا اخلاقی تربیت اور جرائم کی روک تھام کا اہم ذریعہ بن سکتا ہے، بشرطیکہ وہ سچائی، ذمہ داری اور اسلامی اخلاقی اصولوں کا پابند ہو۔

7) جدید فوجداری نظام اور اسلامی قانون کا تقابلی جائزہ

اسلامی فوجداری قانون اور جدید (سیکولر) فوجداری نظام دونوں کا بنیادی مقصد معاشرے میں امن و امان قائم کرنا اور جرائم کی روک تھام ہے، تاہم دونوں کے فکری پس منظر، فلسفیانہ بنیادیں اور عملی ڈھانچے

میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ اسلامی قانون وحی الہی پر مبنی ہے جبکہ جدید فوجداری نظام انسانی عقل، تجربے اور ریاستی پالیسیوں کے ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ اسی فرق کے باوجود دونوں نظام بعض عملی پہلوؤں میں ایک

دوسرے کے قریب بھی آتے ہیں، خصوصاً انصاف، ثبوت، اور جرم کی روک تھام کے اصولوں میں۔ اس حصے میں دونوں نظاموں کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ اسلامی فوجداری فکر کی جامعیت اور معاصر

قانونی نظام سے اس کے تعلق کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ¹¹²

”اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو۔“

یہ آیت اسلامی اور جدید دونوں نظاموں میں عدل کے مرکزی تصور کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔

محقق کے مطابق اسلامی اور جدید فوجداری نظام کا تقابل یہ واضح کرتا ہے کہ اگرچہ طریقہ کار مختلف ہیں، لیکن انصاف اور معاشرتی تحفظ دونوں کے مشترکہ مقاصد ہیں، البتہ اسلامی نظام میں اخلاقی اور روحانی پہلو

زیادہ مضبوط ہیں۔

17.1 اسلامی اور جدید قانونی نظام میں مماثلتیں

¹⁰⁹ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الإمارة، حدیث: 1829، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج 3، ص 1459۔

¹¹⁰ الحجرات: 6

¹¹¹ القرطبی، محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، ج 16، دار الکتب المصریة، قاہرہ، 1964ء، ص 312۔

¹¹² النساء: 135

اسلامی فوجداری قانون اور جدید قانونی نظام میں کئی بنیادی مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ دونوں نظام جرم کو ایک سماجی خطرہ سمجھتے ہیں اور اس کے اسناد کے لیے قوانین اور سزائیں مقرر کرتے ہیں۔ دونوں میں انصاف، ثبوت، گواہی اور عدالتی طریقہ کار کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ جدید نظام میں بھی ”due process of law“ کا تصور پایا جاتا ہے جو کسی حد تک اسلامی نظام کے ”عدل و شہادت“ کے اصول سے ہم آہنگ ہے۔ اسی طرح دونوں نظام جھوٹی گواہی اور بے بنیاد الزامات کو جرم قرار دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ¹¹³

”اور جب تم بات کرو تو انصاف سے کرو خواہ وہ قریبی ہی کیوں نہ ہو۔“

امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

العدل أصل في جميع الأحكام الشرعية¹¹⁴

”عدل تمام شرعی احکام کی بنیاد ہے۔“

تحقق کے مطابق دونوں نظاموں میں انصاف اور قانون کی بالادستی مشترک قدر ہے، تاہم اسلامی نظام اس کو الہی اخلاقی بنیاد فراہم کرتا ہے جو اسے زیادہ مضبوط بناتی ہے۔

7.2 انسانی حقوق اور انصاف کا تصور

انسانی حقوق کے حوالے سے جدید قانونی نظام اقوام متحدہ کے چارٹر، انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے (UDHR) اور آئینی قوانین پر مبنی ہے، جبکہ اسلامی قانون انسانی حقوق کو وحی الہی اور شریعت کے مقاصد (مقاصد الشریعہ) کے تحت بیان کرتا ہے۔ اسلام میں انسانی حقوق صرف قانونی نہیں بلکہ مذہبی اور اخلاقی ذمہ داری بھی ہیں۔ انسانی جان، مال، عزت اور عقل کا تحفظ شریعت کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ¹¹⁵

”اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔“

امام شاطبی لکھتے ہیں:

حفظ النفس والعقل والمال من مقاصد الشريعة الكبرى¹¹⁶

”جان، عقل اور مال کا تحفظ شریعت کے بڑے مقاصد میں سے ہے۔“

تحقق کے مطابق اسلامی تصور انسانی حقوق زیادہ جامع ہے کیونکہ یہ صرف ریاستی معاہدہ نہیں بلکہ ایک الہی ذمہ داری ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کو پابند کرتی ہے۔

7.3 سزا اور اخلاقیات میں بنیادی اختلافات

اسلامی فوجداری قانون اور جدید نظام میں سب سے نمایاں فرق سزاکے فلسفے اور اخلاقی بنیاد میں پایا جاتا ہے۔ جدید نظام میں سزا زیادہ تر deterrence، retribution اور rehabilitation کے تصورات پر مبنی ہے جبکہ اسلامی نظام میں سزاکے ساتھ ساتھ اخلاقی تزکیہ، توبہ اور روحانی اصلاح کو بھی مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جدید نظام میں قانون اکثر سیکولر اور اخلاق سے الگ ہوتا ہے، جبکہ اسلامی نظام میں قانون اور اخلاق ایک دوسرے سے جدا نہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ¹¹⁷

”اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

¹¹³ الانعام: 152

¹¹⁴ ابن کثیر، إسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج 3، دار طیبہ، ریاض، 1999ء، ص 211۔

¹¹⁵ الاسراء: 70

¹¹⁶ الشاطبی، إبراهیم بن موسیٰ، الموافقات، ج 2، دار المعرفۃ، بیروت، 1997ء، ص 8۔

¹¹⁷ البقرہ: 179

”حدود کو شبہات کی بنیاد پر ساقط کر دو۔“

محقق کے مطابق اسلامی نظام میں سزا اخلاقی اصلاح کے ساتھ جڑی ہوئی ہے جبکہ جدید نظام میں اکثر سزا کا پہلو صرف قانونی یا انتظامی سطح تک محدود رہتا ہے۔

7.4 موجودہ دور میں اسلامی فوجداری قانون کے نفاذ کے چیلنجز

موجودہ دور میں اسلامی فوجداری قانون کے نفاذ کو کئی عملی، قانونی، سیاسی اور سماجی چیلنجز کا سامنا ہے۔ ان میں سب سے اہم مسئلہ جدید قومی ریاستی نظام (Nation-State) بین الاقوامی قانون، انسانی حقوق کے عالمی معیارات اور مختلف قانونی نظاموں کا باہمی اختلاف ہے۔ بعض مسلم ممالک میں قانونی دوہرا نظام (dual legal system) بھی اسلامی فوجداری قوانین کے مکمل نفاذ میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اس کے علاوہ عدالتی تربیت، ثبوت کے جدید طریقے، ڈیجیٹل جرائم اور عالمی مالیاتی نظام بھی نئے چیلنجز پیدا کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَأَنَّ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ¹¹⁹ اور ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ ”امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: تحقیق العدل فی کل زمان بحسب الإمكان واجب شرعی¹²⁰ ہر زمانے میں ممکن حد تک عدل قائم کرنا شرعی فرض ہے۔“ ”محقق کے مطابق اسلامی فوجداری قانون کے نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ اسے جدید قانونی تقاضوں، ادارہ جاتی اصلاحات اور بین الاقوامی معیار کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے، تاکہ یہ نظام عملی طور پر موثر اور قابل عمل بن سکے۔“

8 معاصر علمی و فقہی مباحث

معاصر اسلامی فقہ اور قانون سازی کے میدان میں ”آیات الاحکام“ اور جدید فوجداری مسائل کے درمیان تطبیق ایک اہم علمی موضوع بن چکا ہے۔ آج کے دور میں سائبر کرائم، مالی جرائم، انسانی اسمگلنگ اور بین الاقوامی جرائم جیسے مسائل نے فقہاء اور قانون دانوں کو اس بات پر مجبور کیا ہے کہ وہ نصوص شرعیہ کی روشنی میں نئے اجتہادی طریقے اختیار کریں۔ اس تناظر میں کلاسیکی فقہی ذخیرہ اور جدید قانونی تقاضوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا ایک اہم علمی چیلنج ہے۔ معاصر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ شریعت اپنی روح کے اعتبار سے ہر زمانے کے مسائل کا حل فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، بشرطیکہ اجتہاد کے اصولوں کو صحیح طور پر بروئے کار لایا جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ¹²¹ اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔ ”یہ آیت علمی و فقہی اجتہاد اور تحقیق کی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ ہر دور میں نئے مسائل کے حل کے لیے اہل علم سے رجوع ضروری ہے۔“ ”محقق کے مطابق معاصر فقہی مباحث اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلامی قانون جامد نہیں بلکہ ایک زندہ اور ارتقائی نظام ہے جو ہر دور کے نئے فکری و عملی چیلنجز کا جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔“

8.1 آیات الاحکام کی جدید تعبیرات

آیات الاحکام کی جدید تعبیر (Contemporary Interpretation) فقہ اسلامی کا ایک اہم میدان ہے جس میں مفسرین اور فقہاء جدید معاشرتی، اقتصادی اور تکنیکی تبدیلیوں کی روشنی میں قرآنی احکام کی تشریح کرتے ہیں۔ یہ عمل اس اصول پر مبنی ہے کہ قرآن مجید ہر زمانے کے لیے ہدایت ہے، اس لیے اس کی تطبیق نئے حالات پر بھی ممکن ہے۔ تاہم یہ تعبیر صرف ظاہری مفہوم تک محدود نہیں بلکہ اس کے مقاصد، علل اور روح کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ¹²² یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے تم پر نازل کی تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں۔ ”امام شاطبی لکھتے ہیں: النصوص الشرعية لا تفهم إلا بمقاصدها ومعانيها الكلية¹²³ شرعی نصوص کو ان کے مقاصد اور کلی معانی کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا۔“ ”محقق کے مطابق آیات الاحکام کی جدید تعبیر اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اسلامی قانون میں اجتہاد کی گنجائش ہمیشہ موجود رہی ہے، جو اسے جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ بناتی ہے۔“

8.2 جدید جرائم میں اجتہاد کی اہمیت

جدید دور کے جرائم جیسے سائبر کرائم، کرپشن، فرائڈ، ڈیجیٹل ہراسنگ اور بین الاقوامی منظم جرائم وہ مسائل ہیں جو کلاسیکی فقہی کتب میں براہ راست موجود نہیں تھے۔ اس لیے ان کے احکام متعین کرنے کے لیے اجتہاد ایک ناگزیر ذریعہ بن چکا ہے۔ اجتہاد کا مطلب یہ ہے کہ قرآن و سنت کے اصولوں کی روشنی میں نئے مسائل کا شرعی حل تلاش کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجتے وقت پوچھا: كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟¹²⁴

¹¹⁸ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب الحدود، حدیث: 1424، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1998ء، ج 3، ص 112۔

¹¹⁹ المائدہ: 49۔

¹²⁰ ابن تیمیہ، أحمد بن عبد الحليم، السياسة الشرعية، دار الكتب العلمية، بیروت، 1988ء، ص 55۔

¹²¹ النحل: 43۔

¹²² ص: 29۔

¹²³ الشاطبی، إبراہیم بن موسیٰ، الموافقات، ج 3، دار المعرفة، بیروت، 1997ء، ص 145۔

قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ.

قَالَ: «فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟»

قَالَ: فَيَسْتَنْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ.

قَالَ: «فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا فِي كِتَابِ اللَّهِ؟»

قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْيِي وَلَا أَلُو.

قَالَ: فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَدْرَهُ وَقَالَ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللَّهِ¹²⁴

”جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ یا فیصلہ آئے گا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟“

انہوں نے عرض کیا:

”میں اللہ کی کتاب (قرآن) کے مطابق فیصلہ کروں گا۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”اگر تمہیں اللہ کی کتاب میں نہ ملے تو؟“

انہوں نے کہا:

”پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”اگر نہ سنت رسول ﷺ میں ملے اور نہ کتاب اللہ میں؟“

انہوں نے عرض کیا:

”تو میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔“

اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جو رسول اللہ کو پسند ہے۔“

امام ابن القیم لکھتے ہیں:

الاجتهاد ضرورة لتجدد الوقائع وتغير الأحوال¹²⁵

”اجتہاد نئے حالات اور واقعات کی تبدیلی کے لیے ضروری ہے۔“

تحقق کے مطابق اجتہاد جدید فوجداری مسائل کے حل کے لیے بنیادی ذریعہ ہے، اور اس کے بغیر اسلامی قانون کو جدید دور میں مؤثر طور پر نافذ کرنا ممکن نہیں۔

3.8 اسلامی سزاؤں اور انسانی حقوق پر مباحث

اسلامی سزاؤں اور انسانی حقوق کے حوالے سے معاصر دور میں شدید علمی مباحث موجود ہیں۔ بعض ناقدین اسلامی سزاؤں کو سخت یا غیر انسانی قرار دیتے ہیں، جبکہ اسلامی فقہاء اس بات پر زور دیتے ہیں کہ یہ سزائیں صرف اس وقت نافذ ہوتی ہیں جب ثبوت انتہائی مضبوط ہو اور عدل کے تمام تقاضے پورے ہو جائیں۔ اسلامی سزاؤں کا مقصد ظلم نہیں بلکہ معاشرتی تحفظ، جرم کی روک تھام اور انصاف کا قیام ہے۔ انسانی حقوق کے جدید تصورات اور اسلامی شریعت کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلامی نظام میں حقوق الہی ذمہ داری کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ¹²⁶

¹²⁴ ابو داود، سلیمان بن الأشعث، سنن آبی داود، کتاب الاُھشیة، حدیث: 3592، دار الرسالۃ العالمیة، 2009ء، ج 4، ص 43۔

¹²⁵ ابن قیم الجوزیة، محمد بن آبی بکر، إعلام الموقعین، ج 1، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1991ء، ص 202۔

¹²⁶ فصلا: 46

”اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔“

امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

الحدود رحمة من الله لحفظ المجتمع من الفساد¹²⁷

”حدود اللہ کی طرف سے رحمت ہیں تاکہ معاشرے کو فساد سے محفوظ رکھا جاسکے۔“

محقق کے مطابق اسلامی سزائوں پر ہونے والے جدید مباحث اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اگر ان کے فلسفہ اور شرائط کو درست طور پر سمجھا جائے تو یہ نظام انسانی حقوق کے ساتھ متصادم نہیں بلکہ ان کا محافظ ہے۔

9 نتیجہ

اس تحقیق کے مجموعی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی فوجداری قانون محض ایک تاریخی یا فقہی نظام نہیں بلکہ ایک جامع، زندہ اور ہمہ گیر قانونی و اخلاقی ڈھانچہ ہے جو انسانی معاشرت کے ہر پہلو کو محیط ہے۔ آیات الاحکام کی روشنی میں دیکھا جائے تو اسلامی قانون نہ صرف جرائم کی روک تھام کرتا ہے بلکہ ان کے اسباب کو بھی ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے، جس میں اخلاقی تربیت، معاشی انصاف، معاشرتی توازن اور ریاستی ذمہ داری بنیادی عناصر کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ جدید فوجداری نظام اگرچہ ادارہ جاتی طور پر ترقی یافتہ ہے، لیکن اس میں اخلاقی و روحانی پہلو نسبتاً کمزور دکھائی دیتا ہے، جس کے نتیجے میں جرم کی شرح کو مکمل طور پر ختم کرنا ممکن نہیں ہو سکا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ¹²⁸

”اور ہم قرآن میں وہ چیز نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔“ یہ آیت اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ قرآن محض عبادات کی کتاب نہیں بلکہ ایک مکمل سماجی، قانونی اور اخلاقی رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ محقق کے مطابق اسلامی فوجداری قانون کو اگر اس کی روح اور مقاصد کے ساتھ سمجھا جائے تو یہ جدید دور کے پیچیدہ جرائم کے لیے ایک مؤثر اور متوازن حل فراہم کرتا ہے۔

9.1 تحقیق کا خلاصہ

اس تحقیق میں یہ واضح کیا گیا کہ آیات الاحکام اسلامی فوجداری قانون کی بنیاد ہیں جو حدود، قصاص، دیت اور تعزیرات جیسے بنیادی تصورات کو منظم کرتی ہیں۔ جدید جرائم جیسے سائبر کرائم، مالی بد عنوانی، دہشت گردی، منشیات فروشی اور انسانی اسمگلنگ کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں پرکھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شریعت ان تمام مسائل کے بارے میں واضح اخلاقی اور قانونی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی قانون میں جرم صرف قانونی خلاف ورزی نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی انحراف بھی ہے، جس کے لیے سزا کے ساتھ اصلاح اور توبہ کا تصور بھی موجود ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ¹²⁹

”یہ ایک بابرکت کتاب ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں۔“

امام شافعی کے مطابق:

الشریعة جاءت لتحقيق مصالح العباد في العاجل والآجل¹³⁰

”شریعت کا مقصد دنیا اور آخرت میں انسانوں کے مصالح کا حصول ہے۔“

محقق کے مطابق اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی فوجداری نظام ایک مربوط اخلاقی و قانونی ڈھانچہ ہے جو جدید جرائم کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

9.2 نتائج تحقیق

¹²⁷ ابن تیمیہ، أحمد بن عبد الحليم، السیاسة الشرعية، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1988ء، ص 118۔

¹²⁸ الاسراء: 82۔

¹²⁹ ص: 29۔

¹³⁰ الشافعی، إبراہیم بن موسیٰ، المواقفات، ج 2، دار المعرفة، بیروت، 1997ء، ص 24۔

1. تحقیق سے واضح ہوا کہ اسلامی فوجداری قانون ایک جامع اور ہمہ گیر قانونی نظام ہے جو صرف سزائوں تک محدود نہیں بلکہ فرد اور معاشرے کی اصلاح، امن عامہ کے قیام اور انسانی حقوق کے تحفظ کو بھی یقینی بناتا ہے۔
2. قرآن مجید کی آیات الاحکام جدید فوجداری مسائل کے حل کے لیے بنیادی اصول فراہم کرتی ہیں، جن کی روشنی میں معاصر جرائم کا مؤثر شرعی تجزیہ ممکن ہے۔
3. اسلامی قانون میں حدود، قصاص، دیت اور تعزیرات کا نظام عدل، توازن اور انسانی وقار کے تحفظ پر مبنی ہے، جو جرائم کی روک تھام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
4. سامبر کرائم، مالی بد عنوانی، منی لائڈ رنگ، دہشت گردی، منشیات فروشی، آن لائن ہراسگی اور انسانی اسمگلنگ جیسے جدید جرائم اگرچہ نئی صورتوں میں سامنے آئے ہیں، تاہم ان کے بنیادی عناصر قرآن و سنت میں مذکور جرائم کے اصولوں کے تحت آتے ہیں۔
5. مقاصد شریعت خصوصاً دین، جان، عقل، نسل اور مال کے تحفظ کا تصور جدید فوجداری قانون کے بنیادی مقاصد سے ہم آہنگ نظر آتا ہے اور معاشرتی استحکام کے لیے مؤثر بنیاد فراہم کرتا ہے۔
6. اسلامی قانون میں تعزیری نظام اور اجتہاد کی گنجائش جدید قانونی اور سماجی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے چلک اور وسعت فراہم کرتی ہے۔
7. تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلامی فوجداری نظام جرم کے اسباب کے خاتمے، اخلاقی تربیت، معاشی انصاف اور سماجی اصلاح پر زور دیتا ہے، جو جدید فوجداری نظاموں میں نسبتاً کم نمایاں ہے۔
8. اسلامی تعلیمات انسانی جان، مال، عزت اور آزادی کے تحفظ کو بنیادی حیثیت دیتی ہیں، جس کے باعث جدید انسانی حقوق کے تقاضوں کے ساتھ ان کی قابل ذکر مطابقت پائی جاتی ہے۔

9.3 سفارشات

1. جدید ریاستی قانون سازی میں آیات الاحکام اور مقاصد شریعت کی روشنی میں ایسے قوانین مرتب کیے جائیں جو عدل، انسانی وقار اور معاشرتی امن کے تقاضوں کو پورا کریں۔
2. سامبر کرائم، ڈیجیٹل فراڈ، آن لائن ہراسگی اور شناختی چوری جیسے جدید جرائم کے بارے میں اسلامی فقہی اصولوں کی بنیاد پر جامع قانونی فریم ورک تیار کیا جائے۔
3. جامعات اور تحقیقی اداروں میں اسلامی فوجداری قانون اور جدید قانونی نظاموں کے تقابلی مطالعے کو فروغ دیا جائے تاکہ عصری مسائل کے لیے مؤثر شرعی حل سامنے آسکیں۔
4. عدالتی اور قانونی اداروں کے لیے اسلامی فقہ، مقاصد شریعت اور جدید جرائم سے متعلق خصوصی تربیتی پروگرام متعارف کرائے جائیں۔
5. مالی بد عنوانی، رشوت، منی لائڈ رنگ اور کارپوریٹ کرپشن کے انسداد کے لیے اسلامی اصول امانت، احتساب اور شفافیت کو ریاستی پالیسیوں کا حصہ بنایا جائے۔
6. منشیات، انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے صرف تعزیری اقدامات پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ اخلاقی تربیت، تعلیمی اصلاحات اور سماجی آگاہی کو بھی فروغ دیا جائے۔
7. سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر انسانی عزت و وقار کے تحفظ کے لیے مؤثر قوانین اور اخلاقی ضابطے مرتب کیے جائیں جو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہوں۔
8. اسلامی فقہ اکیڈمیوں اور قانون ساز اداروں کے درمیان تعاون کو مضبوط بنایا جائے تاکہ جدید جرائم کے بارے میں اجتماعی اجتہاد اور مؤثر قانون سازی ممکن ہو سکے۔
9. عوام میں قانونی اور اخلاقی شعور بیدار کرنے کے لیے تعلیمی نصاب، میڈیا اور مذہبی اداروں کے ذریعے اسلامی اصول عدل اور ذمہ داری کو فروغ دیا جائے۔
10. مزید تحقیق کے لیے مصنوعی ذہانت (AI)، ڈیجیٹل کرنسی، سامبر سکیورٹی اور بین الاقوامی جرائم کے اسلامی فقہی پہلوؤں کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے تاکہ مستقبل کے قانونی چیلنجز کا بروقت جواب دیا جاسکے۔

مراجع و مصادر

- القرآن الکریم، مصحف المدینہ النبویہ، مجمع الملک فہد، مدینہ منورہ، 2010ء (مطبوعہ ایڈیشن)
- ابن تیمیہ، أحمد بن عبد الحلیم، السیاسة الشرعیة فی اصلاح الراعی والرعیة، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1988ء
- ابن القیم الجوزیہ، محمد بن أبی بکر، إعلام الموقعین عن رب العالمین، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1991ء
- ابن القیم الجوزیہ، الطرق الحکمیة فی السیاسة الشرعیة، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1991ء
- الشاطبی، إبراہیم بن موسی، الموافقات فی أصول الشریعة، دار المعرفۃ، بیروت، 1997ء
- القرطبی، محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، دار الکتب المصریة، قاہرہ، 1964ء
- ابن کثیر، إسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبۃ، ریاض، 1999ء
- الغزالی، أبو حامد، إحياء علوم الدین، دار المعرفۃ، بیروت، 1983ء
- تحقیقی مقالات اور جرائد



- Journal of Islamic Law and Criminal Justice بین الاقوامی اسلامی قانونی تحقیق
- Islamic Studies Journal (Islamic Research Institute, Islamabad)
- Al-Shariah Journal بین الاقوامی فقہ اکادمی
- Pakistan Journal of Islamic Research
- مقالات "Cyber Crime in Islamic Law Perspective" :
- مقالات "Money Laundering and Shariah Compliance" :
- مقالات "Human Rights in Islamic Criminal Law" :
- مقالات "Modern Application of Hudood and Ta'zir" :